جنونِ قربت

ابنِ عبداللہ

رائٹر ابن عبداللہ

- رات کے ڈھائی بجے جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ سو چکی تھی ۔

یقیناً وہ تھکن سے اس قدر نڈھال تھی کہ اسے بازل کے آنے کا پتا تک نہیں چلا تھا۔

آج ان کی شادی کی پہلی رات تھی_مگر یہ شادی عام شادیوں جیسی ہرگز نہیں تھی۔

بازل شاہ کے لئے یہ ایک بھاری رات تھی۔کہاں وہ شادی میں شامل ہونے گیا

تھا اور کہاں خود اس کی ہی شادی ہوگئی۔

شادی بھی اس لڑکی سے جس سے اس کا رسمی سا تعلق تھا۔رسمی بھی کیا۔

کہیں آمنا سامنا ہو جائے تو وہ سلام کر دیتا اور وہ وعلیکم السلام کر کے آگے نکل جاتی۔

امریکہ سے پاکستان لوٹتے ہوئے اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ پاکستان میں کیا ہونے والا ہے اس کے ساتھ

مگر جو ہونا تھا ہو چکا اور وہ اس بات پر ہرگز خوش نہیں تھا۔

کچھ دیر اسے گھورنے کے بعد وہ گہرا سانس لیکر چینج کرنے واش روم چلا گیا تھا ۔وہ دماغی طور پر اس قدر تھکا ہوا تھا کہ گرم پانی کا شاور لیکر شاید اسے سکون ملتا۔

******

واش روم میں پانی گرنے کی مُسلسل آواز نے اسے جگا دیا تھا_بازل یقیناً آچکا تھا۔اور وہ سوئی پڑی تھی۔

وہ ہڑبڑااکر اٹھ بیٹھی تھی۔

پتا نہیں اتنی پریشانی میں اسے نیند کیسے آگئی تھی؟

دادو ٹھیک کہتی تھیں وہ نیند کے معاملے میں کمزور تھی ۔کسی بھی وقت کہیں بھی سو جاتی تھی۔

وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہ رہی تھی_مگر اس کے سوا کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔

ایک ایسا انسان کو جو چند دن پہلے ہی امریکہ سے آیا تھا اور وہ اسے جانتی تک نہیں تھی کہ وہ کیسا ہے؟ چند دنوں کے آمنا سامنا ہونے سے وہ ہمیشہ ریزرو سا نظر آیا تھا ۔

او خدایا۔

وہ گہرا سانس لیکر رہ گئی تھی ۔

پانی گرنے کی آواز رکی تو ساتھ اس کا سانس بھی گویا رک گیا تھا۔

اب یقیناً وہ باہر آتا اور وہ اسے کیا کہتی؟

انہی سوچوں میں واش روم کا دروازہ کھول کر وہ کمرے میں آیا اور اسے جاگتا دیکھ کر چونکا۔

السلام علیکم

وہ اتنا ہی کہہ سکی۔

وعلیکم السلام

گھمبیر لہجے میں جواب دیتا ہوا وہ کرسی پر سامنے آن بیٹھا تھا۔

اور ان کے درمیان گہری خاموشی تھی۔

تم کپڑے بدل لو اپنے۔

بازل نے خاموشی توڑی۔

جی اچھا ۔

_وہ بیٹھی رہی تھی

کس قدر آکورڈ سچویشن تھی یہ ۔

دیکھو جو کچھ ہوا وہ ہوگیا۔

میں کوشش کروں گا تمہیں مجھ سے کوئی تکلیف نہ ہو_مگر میں امریکہ میں کسی سے کمٹمنٹ کر کے آیا تھا شادی کی اور یہاں جو کچھ ہوا وہ تم جانتی ہو سب۔

ہم دنوں کے ساتھ ہی جو ہوا وہ اچھا نہیں ہوا۔

میں چاہتا ہوں تم یہ بات قبول کر لو کہ تم میرے لئے بس اضافی ذمہ داری ہو۔

اور میں اپنی ذمہ داریاں نبھانا جانتا ہوں .

تمہاری ضرورتوں کا میں ہمیشہ خیال رکھوں گا مگر اس سے زیادہ مجھ سے کوئی امید مت رکھنا ۔

وہ بولتا جا رہا تھا اور وہ پتھر کی مورت بنی سن رہی تھی ۔

وہ جانتی تھی ایسا ہی ہونا تھا۔وہ اسے الزام نہیں دے سکتی تھی_نہ شکوہ کر سکتی تھی۔

مشکل وقت میں وہ اس کے لئے ڈھال بنا تھا ۔

کوئی ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

جب سب دو قدم پیچھے ہٹ چکے تھے تب وہ ایک قدم آگے آکر اس کا ہاتھ تھام چکا تھا۔

مگر پھر بھی وہ ایک لڑکی تھی اور اس کے خواب بھی تھے۔

وہ جب بول رہا تھا تب وہ کیسے کہتی

اور میرے خوابوں کا کیا؟

وہ قربانی دے چکا تھا بہت بڑی، اور اب
شاید اس کے لئے ساری زندگی وہ
قربانی دیتی رہے گی۔
ایسا ہی کچھ تھا ۔
وہ اسے گڈ نائٹ بول کر کب کا منہ
پھیرے سو چکا تھا۔
سوچوں اور اندیشوں کا طوفان تھا جو
اسے پریشان کر رہا تھا۔
کچھ بھی زندگی میں اس کی مرضی
جیسا نہیں ہوا تھا کبھی_

*****_

_******_**********

نیند کی گہرائی میں جانے کب وہ اس کے اتنے قریب آگیا تھا اس کے بدن کی خوشبو نے اسے جگا دیا تھا_آنکھوں میں پھیلا ہوا کاجل چہرے پر اتر چکا تھا۔

یقیناً وہ روتے ہوئے سوئی تھی ۔

میک اپ خراب ہوچکا تھا مگر اسے ماننا پڑا وہ خوبصورت تھی_

نیند کی بارش میں بھیگتی ہوئی
لڑکی۔کاندھے سے ڈھلکا ہوا بھاری
شادی کا لباس۔

اور دعوت نظارہ دیتا ہوا حسین وادیوں
سے اجلا بدن۔وہ بے اختیار نگاہوں کے
زاویوں میں بہنے لگا تو اس نے نظریں
چرا لیں۔

شاید ہر روتے روتے سو جانے والی ہر
لڑکی ہی خوبصورت ہوتی ہے؟ اسے
سمجھ نہیں آیا تھا ۔

وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

محبت کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ
ارادے سے کر لی جائے ۔
وہ یہاں کچھ دنوں کے لئے لوٹا تھا ۔
اور ایک ایسی رشتے میں پھنس چکا
تھا جو اس نے کبھی خواب میں بھی
نہیں سوچا تھا ۔
غلطی اس کی اپنی تھی۔نہ وہ اس
مسئلے میں ٹانگ اڑتا نہ ایسا کچھ ہوتا۔
مگر وہ اپنی فطرت سے مجبور تھا۔
وہ جس ماحول سے آیا تھا وہاں زیادتی
پر چپ رہنا نہیں سکھایا جاتا تھا ۔
بازل حیدر _اب کیا کرے گا؟

اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے
اس نے خود سے سوال کیا تھا ۔

اس کے پہلو میں سوئی ہوئی لڑکی اب
_اس کی بیوی تھی

_کچھ دن میں اس کی واپسی فلائٹ تھی

وہ گہرا سانس لیکر رہ گیا تھا۔

اسے افسوس ہوا کہ شاید اس کا
اچھا نہیں تھا ۔ behavior

مگر وہ کیا کرتا؟ سب کچھ اتنا اچانک ہوا
تھا کہ وہ خود شاکڈ تھا اور ایسے میں
وہ ایسا ہی ردعمل دے سکتا تھا ۔

اچانک اس نے کروٹ بدلی تھی اور
اسکا بازو اپنے سر کے نیچے کر دیا ۔
بازل نے ایک نظر اسے دیکھا ۔
اسے سیگریٹ کہ طلب ہو رہی تھی۔
مگر وہ اس کے بازوں سے لپٹ چکی
تھی ۔وہ چاہتے ہوئے بھی بازو نہیں
چھڑا پایا تھا۔

_*__*

آنکھ کھلنے پر اسے پتا چلا تھا کہ وہ
بازل کے بازو سے لپٹی ہوئی ھے۔
وہ بدک کر پیچھے کو ہٹی تھی ۔

نیند پتا نہیں اسے کیسے آئی تھی؟ وہ شروع سے دادو کے ساتھ سوتی تھی ان کے بازو سے لپٹ کر اس کی عادت تھی
۔

پتا نہیں وہ کیا سوچ رہا ہوگا میرے بارے میں ۔

وہ اسی ادھیڑ پن میں تھی کہ دروازے پر ہلکی سے دستک نے بازل کو بھی جگا دیا تھا۔

اٹھ جاؤ ناشتے کی میز پر تھوڑی دیر میں سب پہنچ جائیں گے۔

باہر سے طیبہ بھابی کی آواز سنائی تھی۔

بازل نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر خاموشی سے واش روم میں گھس گیا۔

پانچ منٹ بعد وہ آئنے کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا ۔

وہ اس کے کمرے باہر جانے کی ہمت جتا رہی تھی ۔

سوری رات میں کچھ زیادہ بری طرح پیش آیا تھا ۔

وہ سوچوں سے چونکی تھی۔

اٹس اوکے ۔وہ اتنا ہی کہہ سکی تھی۔

تیار ہوجائیں نیچے سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں_خلاف توقع بازل کافی نرمی سے بات کر رہا تھا۔

میں یہاں ہی ناشتہ کر لوں گی

وہ باہر سب کا سامنہ کرنے سے واضع طور پر کترا رہی تھی ۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا ۔

اوکے ایز یو وش۔

وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

وہ کمرے میں اکیلی رہ گئی تھی_اپنی سوچوں اور کل کی شرمندگی کے ساتھ ۔

پتا نہیں وہ سب کا سامنا کیسے کرے گی؟ وہ جانتی تھی وہ یہاں مس فٹ تھی بازل اپنے قول میں پھنس گیا تھا ۔

اس کی فیملی اس رشتے پر راضی نہیں تھی جو لمحوں میں بن گیا تھا۔

ایسے میں وہ کسی سے کچھ اچھے کی امید نہیں کر سکتی تھی۔

.....

جنون قربت قسط 2

رائٹر ابن عبداللہ

پری کدر ہے؟

وہ ناشتے کی میز پر بیٹھا ہی تھا کہ دادو نے پوچھا ۔

وہ اپنے کمرے میں ہی ناشتہ کرے گی۔

کمرے میں کیوں کرے گی۔؟ بازل نے کہا تو دادو نے اسے گھورا اور ملازمہ کو آواز دی۔

پری کو بلاؤ ۔

ناشتہ خاندان ایک ساتھ کرتا ہے۔اور اب وہ خاندان کا حصہ ہے۔

دادو نے غالباً طیبہ بیگم کو سنانے کے لئے کہا تھا جو کرسی پر پہلو بدل کر رہ گئیں تھیں۔

آؤ بیٹی۔

بازل کے ساتھ بیٹھو۔

پری وش جو کہ دادو کے ساتھ بیٹھنے لگی تھی وہ ایک لمحے کو پریشان ہوئی تھی۔

بازل نے کوئی ردعمل نہیں دیا تھا۔

البتہ طیبہ بیگم کے چہرے پر کہی رنگ ایک ساتھ آکر گزرے تھے ۔

پری وش نا چاہتے ہوئے بازل کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی۔

حیدر شاہ کے آتے ہی ناشتہ لگا دیا گیا تھا۔

تو تم لوگ ہنی مون پر کب جا رہے ہو؟

دادو نے ناشتہ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔بازل کے ہاتھ رکے تھے اور پری وش تو کو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ کیا بولے۔

ابھی کچھ پلان نہیں کیا۔میری کچھ مصروفیات ہیں ۔

بازل نے سراسری سے جواب دیا۔

کیا مطلب پلان نہیں؟

پری وش میرے مرحوم بیٹے کی نشانی ہے ۔میں نہیں چاہتی اس کی کوئی بھی خواہش ادھوری رہے۔

بازل ٹھیک کہہ رہا ہے ۔اس کو کچھ کام
ہوں گے ۔
طیبہ سے چپ نہیں رہا گیا تھا۔
بازل میں کیا بول رہی ہیں؟
دادو نے ان کی بات نظر انداز کی تھی۔
بازل نے ایک نظر پری وش کو دیکھا ۔
جہاں یہ کہے گے چلے جائیں گے دادو ۔
بولو پری؟ دادو اب اسے مخاطب تھیں
اور اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ
کیا بولے؟

کچھ دن میں چلیں جائیں گے سوچ کر اماں کیا جلدی ہے.

حیدر شاہ نے پہلی بار زبان کھو لی تھی

.

پری وش نے شکر ادا کیا تھا۔

ویسے بھی حیدر شاہ بہت سلجھے ہوئے نرم طبعیت کے انسان تھے۔

پری وش کو ویسے بھی وہ اپنی بیٹی جیسا پیار کرتے تھے، جب اتنا کچھ ہوا تھا تب حیدر شاہ ہی تھے جنہوں نے اسے قبول کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

ماں اور پھر باپ کے گزر جانے کے بعد ایک وہی تھے جو اس کا ہر طرح کا خیال رکھتے تھے۔

دادو نے سر ہلایا ۔

اور بولیں

کوئی بات نہیں میں ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔

بازل تم فری ہوکر آفس چکر لگانا ایک بنگلے کے لئے مجھے تمہاری مدد چاہیے ہوگی۔

تمہاری ڈگری مکمل ہوچکی ہے ویسے بھی۔سو میں چاہتا ہوں جب تک تم یہاں ہو کچھ معاملات دیکھ لو۔

حیدر شاہ نے ناشتہ ختم کرتے ہوئے بازل کو مخاطب کیا تھا۔

میں آجاؤں گا ڈیڈ فکر نہ کریں۔

بازل نے جواب دیا تو حیدر شاہ نے اٹھتے ہوئے اس کے کاندھے پر تھپکی دی اور باہر نکل گئے۔

بازل سے پہلے ہی پری وش بھی ناشتے کی میز سے اٹھ چکی تھی۔

****

بازل ائرپورٹ سے باہر آیا تو یہ شہر ویسا ہی تھا_جیسا وہ چھوڑ کر گیا تھا۔

دو سال کا عرصہ گزرنے میں وقت ہی کتنا لگتا ہے ۔اسے بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ کب دو سال بیت گئے ۔اسے نے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ وہ لوٹ رہا۔

وہ سب کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔

ٹیکسی جب حیدر ھاؤس کے سامنے رکی تو وہ حیران ہوا۔

کافی گہما گہمی اور لائٹنگ کی ہوئی تھی
۔

اس پر سب سے پہلے نظر طیبہ بیگم کی پڑی تھی ۔جو پہلے تو حیرانگی سے بت گئیں اور پھر جھپٹ کر اسے گلے لگا لیا۔

حیدر شاہ، دادو اور باقی سب بھی اسے دیکھ کر حیرانی اور خوشی سے دوچار تھے۔

مجھے بتا دیا ہوتا میں گاڑی بھیج دیتا۔حیدر شاہ نے اسے گلے لگایا تھا ۔

میں سرپرائز دینا چاہتا تھا ڈیڈ۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے؟

اس کا اشارہ لائٹنگ کی طرف تھا۔

پری وش کی مہندی ہے کل۔

دادو نے اسے اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے بتایا تھا ۔

کون پری وش؟

اے ھائے ۔تیرے چھوٹے چچا کی بیٹی، باہر جاکر سب کچھ بھول گیا

دادی نے اس کے سر پر چت رسید کی تھی۔

بازل واقعی بھول چکا تھا

یاد بھی کیسے رہتی۔وہ یہاں ہوتا تب بھی
وہ خال خال ہی سامنے آتی تھی۔

اور پھر کبھی فون پر بھی کسی نے اس
کا ذکر نہیں کیا تھا ۔

جاؤ فریش ہوجاؤ بازل سفر کی تھکن
ہے۔
ماں نے اسے اٹھایا تھا ۔
میں تمہارے کپڑے پریس کر کے بھیجتی
ہوں۔

وہ سر ہلاتے ہوئے اٹھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔وہ واقعی کافی تھکن محسوس کر رہا تھا۔

****

ہلکی ہلکی بارش میں شہر بھیگنے لگا تھا ۔

اف یہ لاہور شہر ۔

پری بارش اور لاہور دونوں کی دیوانی۔

جو کچھ ہو رہا تھا_اس کے بعد یہ موسم اس کے لئے بہت راحت تھا۔

بازل کے کمرے کے عقب میں ایک چھوٹا سا گارڈن اور جھولا اس نے پہلی بار دیکھا ۔

وہ جھولے پر بیٹھی بارش میں بھیگنے لگی تھی ۔

اس بات سے بے خبر کے بازل سٹڈی روم کی کھڑکی سے اسے دیکھ رہا تھا ۔

****

بازل نے بارش میں اسے بھیگتے ہوئے دیکھا۔

لباس اس کے سحر انگیز بدن پر بوسہ دے رہا اور زلفیں_بھیگ کر اس کی صراحی دار گردن کو چوم رہی تھیں_

بازل کو ماننا پڑا وہ لڑکی خوبصورت تھی_

وہ دو دن سے اس شش پنج میں گرفتار تھا کہ اس رشتے کو کیسے ساتھ لیکر چلا جائے ...

وہ ان مردوں میں سے بھی نہیں تھا کہ عورت کو اس جرم کی سزا دے جس میں اس کا قصور نہ تھا۔

نرمی دلی اسے حیدر شاہ سے جینز میں ملی تھی۔

وہ کچھ ایسا چاہتا تھا جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو ۔

اس کی ماں رویہ پری کے ساتھ اچھا نہیں تھا وہ یہ بھی محسوس کر چکا تھا ۔

اور وہ جانتا تھا ان کی ضد بہت بری تھی ۔

حیدر شاہ ،بازل اور پھر دادو کی وجہ سے وہ خاموش تھیں مگر یہ خاموشی طوفان سے پہلے کی تھی ۔

****

#3 جنون_قربت_قسط

رائٹر :ابن عبداللہ

#بازل##پری#

تین گھنٹے کی نیند لیکر بازل فریش ہو گیا تھا نہا کر وہ کمرے سے باہر نکلا تھا۔

لاؤنچ میں باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں یقیناً سب وہی تھے۔

جب وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو سب خاموش ہوگئے۔

کیا ہوا؟

وہ حیرانگی سے بولا تھا ۔

کچھ نہیں بیٹا بس ایسے ہی تم سناؤ تھکن اتری۔؟

ہاں میں اب فریش ہوں۔

وہ باپ کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔

ایک کپ کافی مل سکتی ہے؟

وہ ماں سے بولا تھا ۔

ہاں کیوں نہیں ۔

طیبہ بیگم نے پری وش کو آواز دی۔

السلام علیکم ۔

وہ لاؤنج کے پاس ہی تھیں کہیں جو جن کی طرح حاضر ہوئی تھی ۔

سلام یقیناً بازل کے لئے ہی تھا ۔

بازل نے غور سے اسے دیکھا تھا۔

کہیں سے لگ نہیں رہا تھا کہ کل اس کی مہندی تھی۔

ایک کپ کافی بنا دو بازل کے لئے ۔جی میں بنا کر لاتی ہوں۔

اس سے پہلے بازل کچھ کہتا طیبہ بیگم نے اسے کافی بنانے بھیج دیا تھا۔

تو کیا مسئلہ تھا؟

بازل نے باپ سے پوچھا تھا۔

ارے بیٹا بس جہاں شادی ہو رہی لڑکے والے گاڑی کی ڈیمانڈ کر رہے تھے ۔

تو کیا ہوا دے دیں ۔

اتنی پریشانی کس لئے ہے اس بات پر؟

بات گاڑی کی نہیں ہے بازل ۔پہلے اس موضوع پر ان سے کوئی بات نہیں ہوئی

وہ نہ بھی کہتے تو میں دے دیتا مگر
انہوں نے ایک دن پہلے مہندی کے
مانگی ہے جس سے مجھے اچھا نہیں
لگا۔

میں نے پہلے ہی کہا تھا یہ لوگ مجھے
کچھ جچے نہیں تھے۔

دادو پہلی دفعہ بولی تھیں۔

کوئی بات نہیں دادو پریشان نہ ہوں ایک
گاڑی کی بات ھے۔

بازل نے دادی کا ہاتھ تھپکا تھا۔

ویسے لڑکا کیا کرتا ہے دادو؟

نوکری کرتا ہی کہیں۔

دادو نے بتایا تو وہ حیدر شاہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

مجھے اتنا علم نہیں ۔تمہاری ماں نے ہی رشتہ طے کیا ہے یقیناً کوئی اچھا کام کرتا ہوگا۔

ارے بیٹا تم کس چکر میں پڑ رہے میں نے رشتہ دیکھ بھال کر کیا ہوگا۔

تم اپنی سناؤ کیسے دن گزرے؟

طیبہ بیگم نے بات بدلی ۔

حیدر تم نے لڑکے والوں سے بچوں کے بارے میں بات کی؟

دادو نے حیدر شاہ کو مخاطب کیا تھا۔

بازل نے حیرانگی سے دادو کو دیکھا ۔
لڑکا پہلے شادی شدہ ھے دو بچے بھی ہیں۔
دادو نے بازل کو گویا بتایا تھا۔
کیا مطلب ہے؟ بازل مزید حیران ہوا تھا۔
دو بچوں کا باپ ہے اور پری سے شادی ہو رہی؟
پری وش اس دوران کافی لیکر لاؤنج میں داخل ہوئی تھی۔
بازل کی بات سن کر اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزرا تھا ۔

وہ کافی دیکر جس خاموشی سے آئی تھی
اس خاموشی سے واپس چلی گئی تھی -

بازل گہرا سانس لیکر رہ گیا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہاں ہو کیا
رہا تھا۔

Ibn e Abdullah-writer
romantic urdu novels
******

جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو بازل پہلے سے ہی بیڈ پر نیم دراز تھا ۔

وہ ابھی ابھی لوٹا تھا ۔

سارا دن مختلف جگہوں پر آوارہ گردی کرتے پرانے دوستوں کے ساتھ گزر گیا تھا ۔

کیا میں آپ کے لئے کھانا لے آؤں؟ وہ دادو نے بولا کہ پوچھ لوں آپ سے۔

دادو نہ بولتی تو نہ پوچھتی ؟

بازل نے موبائل سے نگاہیں ہٹا کر اسے دیکھا ۔

نہیں ۔مطلب پوچھتی میں ۔

تم اتنی ڈری سہمی کیوں ہو؟ مانا کہ میں نے نا چاہتے ہوئے تم سے شادی کی اور تم سے پوچھا نہیں گیا۔مگر میں اب اتنا بھی کوئی خونخوار انسان نہیں کہ تم بکری کی طرح سہمی رہو مجھ سے۔

نن نہیں ایسا تو نہیں ہے کچھ۔

کیا میں جاؤں؟

کہاں جاؤ؟

مطلب کمرے سے باہر آپ نے کچھ کھانا تو نہیں اس لئے ۔

بازل ہنس دیا تھا۔

وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی تھی
۔ایسا کرو دو کپ کافی بنا لاؤ۔

دو کپ کیوں؟ آپ تو ایک ہی ہیں۔

اب ہم دو ہیں سو بنا لاؤ۔

جی اچھا ۔

وہ کمرے سے بھاگ گئی تھی۔

بازل کے لئے اس کا ڈر عجیب تھا۔وہ جہاں سے آیا تھا وہاں لڑکیاں بہادر اور ماڈرن تھیں ایسے ڈری سہمی نہیں رہتی تھیں۔

پتا نہیں اس کا کیا مسئلہ ہے ۔

وہ پری کے بارے میں سوچنے لگا۔

وہ جلدی ہے کافی بنا کر لے آئی تھی -

اسے کپ پکڑا کر وہ بیڈ کی دوسری طرف بیٹھ چکی تھی -

سو کیا سوچا تم نے۔آگے کیا کرنا ہے؟

کیا کرنا ہے؟

وہ حیران ہوئی تھی۔

ارے مطلب زندگی میں آگے کیا ارادہ ہے؟

میرا تو کوئی ارادہ نہیں ہے۔

بازل نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو کچھ نہیں سوچ رہی تھی -

یا شاید اسے بتانا نہیں چاہتی تھی۔

بازل کا دل کیا اسے تنگ کرے سو
سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔
اچھا بچوں کے بارے میں کیا پلان ہے؟
کون سے بچے؟ وہ پریشانی سے اسے
دیکھنے لگی تھی۔
اب جب کے ہماری شادی ہوچکی تو
عنقریب سب کسی خوش خبری کے
بارے میں پوچھیں گے۔
بازل نے سنجیدگی چہرے جمائے رکھے
تھے۔
استغفراللہ

آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں میرے ساتھ؟
اس کا رنگ لال ہوگیا تھا ۔
بازل نے بمشکل ہنسی روکی تھی۔
تو یہ باتیں میں کس کے ساتھ کروں؟

اس کا چہرہ مزید لال ہوا تھا بازل کی بات سن کر۔
چلو سوچ کر کے بتا دینا ۔
بازل نے موبائل اٹھاتے ہوئے کہا تھا ۔
وہ سرخ چہرہ لئے کپ اٹھا کر باہر بھاگی تھی۔
بازل مسکرا دیا تھا۔

جنون قربت ناول

----_------+******------*****-

*******-***---**-

Ibn e Abdullah romantic novel

پری وش گال کے نیچے ہاتھ رکھے
خوابوں کی مسافر بنی ہوئی تھی_کھلے
زلفوں کی شریر سی اک لٹ اس کے لبوں
پر بے پروائی سے بوسہ دے رہی
تھی_بازل حیدر جس کی آنکھ نیند سے

کھلی تھی اسے بے خبر اپنی طرف سوتا دیکھ مبہوت ہوگیا تھا۔

اس کی نگاہیں پھسلتی ہوئی بوند کی طرح اس کے ہونٹوں سے گردن اور پھر نیچے کی طرف سفر کرنے لگیں تو اس نے خود ٹوکا۔

وہ اس کی منکوحہ تھی مگر پھر بھی ان میں ایسا کچھ نہیں تھا کہ وہ گستاخیوں پر اتر آتا ۔

اس نے اپنی نگاہوں کو قابو میں رکھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس کے لبوں پر شرارت کرتی بالوں کی ایک لٹ کو ہٹایا تھا اور عین اسی وقت پری وش کی

آنکھیں کھلیں تھیں اور اس نے ایک زور دار چیخ ماری تھی۔

بازل بدک پر پیچھے ہٹا تھا مگر پری وش اس قدر گھبرا گئی تھی اس کی چیخیں نان سٹاپ ریل کی طرح بھاگنے لگیں تو مجبوراً بازل کو ہاتھ اس کے منہ پر رکھنا پڑا۔

کیا تم پاگل ہوگئی ہو؟

_بازل گڑا بڑا گیا تھا

سب سوئے ہوئے ہوں گے تم ایسے چلا رہی جیسے پتا نہیں کون سی آفت تمہارے سر پر آن گری ہے۔

آپ کیا کرنے کی کوشش کر رہے تھے
میرے ساتھ۔

پری وش ذرا ہوش میں آئی تو جھٹ سے
اس کا ہاتھ لبوں سے پرے کرتے ہوئے
بولی۔

میں کچھ نہیں کر رہا تھا۔

آپ کچھ کر رہے تھے ۔

کیا کر رہا تھا_؟

بازل نے اسکی آنکھوں میں جھانکا جو
کچی نیند سے بیداری کی وجہ سے ہلکی
سی گلابی ہو رہی تھیں۔یا خدا یہ آنکھیں
وہ خود کو ٹوک گیا تھا۔

آپ میرے ساتھ۔وہ کچھ کہتے کہتے رک سی گئی تھی۔

ہاں کیا میں تمہارے ساتھ؟

وہ مزید گھمبیر لہجے میں پوچھ رہا تھا ۔

پرے ہٹیں آپ اور ادھر دور ہوکر ذرا سویا کریں پلیز ۔

ویسے تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں نہیں تم نے اس طرف آئی ہو ۔

جی نہیں ۔وہ تنک کر بولی تھی ۔

آپ کس حق سے ایسا کر رہے تھے میرے ساتھ وہ روانی میں بولتے پھر چپ کر گئی تھی ۔

اسے ازدواجی حقوق کہا جاتا ہے۔

جی نہیں

جی ہاں ۔وہ اس کے انکار پر اقرار کروا رہا تھا

کیا مسئلہ ہے آپ کا؟

وہ نیند سے ڈھول رہی تھی ۔

مسئلہ یہ ہے تم خراٹے بہت بہت لیتی ہو میڈم اور ایسا لگتا ہے جیسے ریل کا انجن کمرے میں گھس گیا ہو۔

کیا سچی مچی؟ اس کی بڑی سی آنکھیں حیرانگی سے پھیل گئی تھیں ۔

اف بازل حیدر یہ لڑکی مذاق بھی نہیں
سمجھتی ہے۔
بازل نے آہ بھری تو پری وش شرمندہ
سی ہوئی۔
وہ واقعی بہت بے وقوف تھی ۔
_سو جائیں آپ
وہ ذرا دور ہو کر لیٹ گئی تھی اور اسے
دیکھنے لگی تھی۔
تم مجھے گھورنا بندکرو گی؟
بازل نے آنکھیں بند کرنے کے بعد
محسوس کیا وہ اسے ہی گھور رہی تھی۔
آپ سو جائیں میں بھی سو جاوں گی۔

بازل نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

تمہیں لگتا تم سو جاؤ گی تو میں تمہارے ساتھ ایسا ویسا کچھ کروں گا؟

پری وش کی چہرہ لال ہوا تھا ۔

جی نہیں ایسا کچھ نہیں کہا میں نے۔

کہا نہیں سوچا تو ہے۔

نہیں سوچا۔

وہ تنک کر بولی تھی۔

ویسے ایسا ویسا کچھ میں تمہارے ساتھ جاگتے ہوئے بھی کر سکتا ہوں ۔

وہ اٹھ بیٹھا تھا۔

کیا مطلب آپ کا۔وہ بدکی تھی۔

کیا روم لاکڈ ہے؟ بازل نے پوچھا تو پری وش نے گھبرا کر بازل کو دیکھا اور پھر دروازے کو

بازل کو لگا وہ ابھی اٹھ کر دروازے کی طرف دوڑ لگا دے گی سو بولا۔

فکر مت کرو میں ایسا کچھ نہیں کرنے والا۔میرا ٹیسٹ اتنا بھی خراب نہیں ہے۔

بازل نے جان بوجھ کر ایسا کہا تھا اور تیر نشانے پر لگا تھا۔

کیا مطلب آپ کی اس بات کا؟

میرا مطلب ہے کہ میں حسن پرست ہوں
بہت، باذوق بھی ہوں_سو رہنے دو تمہیں
ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھ سے۔
آپ مجھے بدصورت بول رہے ہیں؟
وہ ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔
نہیں ۔کہنے کی کیا ضرورت ہے؟
ہاں ۔ٹھیک ہے۔ایک منٹ کیا مطلب
ہے۔وہ سر ہلا کر خود ہی چونکی تھی ۔
کوئی مطلب نہیں ہے۔
_بازل دل میں ہی ہنسا تھا
وہ بس اسے گھور کر ہی رہ گئی تھی ۔

بازل نے آنکھیں بند کر لیں وہ جانتا تھا وہ اسے ہی گھورے جا رہی ہے_پتا نہیں کیوں اسے پری وش کو تنگ کرنے میں مزہ آنے لگا تھا۔

#4_جنون_قربت_قسط

رائٹر : ابن عبداللہ

رومینٹک اردو ناول

تم نے اس شادی سے انکار کیوں نہیں کیا پری وش؟ تم انکار کر دیتی تو کسی کو جرات نہیں ہوتی کہ تم پر زبردستی کر سکے۔

دادو پری وش سے بات کر رہی تھیں جب بازل نے اپنے کمرے سے نکل رہا تھا سو وو رک گیا ۔

دادو یہ سلسلہ رکنے والا نہیں تھا۔آج نہیں تو کل کسی نہ کسی سے شادی تو کرنی ہوگی پھر چاہے وہ کوئی بھی ہو ۔

ایسے گھر کے ماحول میں تناؤ پیدا ہونے سے بھلا ہے کہ میں تائی کی بات لوں۔

وہ ان کے گھٹنے پر سر رکھے بول رہی تھی -

مگر اتنی جلدی کوئی نہیں تھی تم نے کہا تھا تم تعلیم مکمل کرنا چاہتی ہو۔

کوئی بات نہیں دادو میں پرائیویٹ حاصل کر لوں گی اس میں کوئی ایشو نہیں ہے۔

پری وش کی تھکی ہوئی آواز سے بازل کو محسوس ہوا تھا وہ اس شادی پر خوش نہیں تھی ۔یا پھر اتنی جلدی شادی پر خوش نہیں تھی۔

وہ نیچے آیا تو ماں کو ٹی وی دیکھتا ہوا پایا۔

مما ویسے یہ پری کی شادی اتنی جلدی کرنے کی بھی کیا ضرورت تھی؟ وہ سراسری سے انداز میں پوچھ رہا تھا ۔

کیوں کیا ہوا؟ کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟

ارے نہیں مما۔ویسے ہی پورپ میں کافی دیر سے شادیوں کا رواج ہے اس لئے بس ذہن میں آیا ۔

_بیٹا وہاں اور یہاں میں بہت فرق ہے

ویسے بھی پری ایک ذمہ داری ہے جتنا جلد ہو سکے ذمہ داری ادا کرنی چاہیے ۔

بازل نے کوئی جواب نہیں دیا تھا ۔

وہ اپنے کام سے کام رکھنے کا عادی تھا_مگر پری وش کی باتوں سے اسے لگا تھا کہ وہ خوش نہیں تھی۔

اسے اندازہ تھا کہ حیدر شاہ نے اس سے پوچھا کر ہی رشتے کے لئے رضامندی ظاہر کی ہوگی۔

کوئی زیادہ مسئلہ ہوتا وہ لازمی انکار کر دیتی اس سے

بازل نے سوچنے لگا تھا۔

******ibn e Abdullah novels

بازل کی آنکھ کھلی تو اسے پری وش کو آئنے کے سامنے کھڑا پایا جو گیلے بالوں کو کنگا کر رہی تھی ۔

سیاہ ریشمی زلفیں کسی رات کی طرح تھی اس کی۔

اور گردن پر تل۔

وہ اسے انہماک سے دیکھنے لگا۔

شادی کسی اور کے ساتھ طے تھی اور عین وقت پر کسی اور کے ساتھ ہوگئی۔

میٹرک میں تھی جب چچا چچی ایک کار کریش میں گزر گئے۔

وقت کے ساتھ بازل نے اسے بڑا ہوتے دیکھا تھا ۔

وہ بورڈنگ سکول میں تھا، پھر کالج یونیورسٹی میں بھی زیادہ ھاسٹل میں رہا اور پھر باہر چلا گیا۔

سو ان کے درمیان رسمی سا ایک تعلق رہا تھا ۔

اسے دیکھتے ہوئے بازل نے سوچا وہ ایک بہادر لڑکی تھی جو زندگی کے

ہزار دکھوں اور مسائل کے ساتھ لڑ رہی تھی -

warrior - ایک سچی

جب وہ زلفوں کو باندھنے لگی تو بازل نے آواز دی۔

ان کو کھلا رہنے دو

وہ بدک کر پیچھے مڑی تھی اور پھر جھپٹ کر اپنا دوپٹہ اوڑھا۔

بازل بیڈ پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور بولا۔

لگتا ہے تم مجھے شوہر نہیں سمجھتی؟

ایسا نہیں ہے۔

لگ تو رہا ہے جیسے میں کوئی لوفر یا
لُچا انسان ہوں جس سے تمہیں ڈر ھے۔
بازل کو اس کا انداز اچھا نہیں لگا تھا ۔
وہ اصل میں مجھے شرم آتی اس لئے
بس۔
وہ نگاہیں جھکائے ہوئے بول رہی تھی۔
تم ایک بہادر لڑکی ہو پری وش، میں
appreciate تمہاری بہادری کو
کرتا
ہوں۔اور تمہاری عزت کرتا ہوں سو سر
جھکا کر ڈری ہوئی بکری بن کر میرے
سامنے مت رہا کرو۔
You are warrior live like that.

پری وش نے سر اٹھا کر بازل کو دیکھا تھا۔

_پہلی بار کسی نے اسے سراہا تھا

وہ حالات سے لڑتے لڑتے کافی تھک چکی تھی -

اپنوں کے کھو دینا اور پھر اپنوں کے ہاتھوں کے زخم مندمل نہیں ہوتے تھے-

ہمارے درمیان محبت نہ سہی مگر عزت بھرا ایک تعلق ہے-

تمہیں اور مجھے اسے قبول کرنے میں وقت لگے گا۔

مگر میں بازل حیدر شاہ تعلق میں سچائی کا قائل ہوں

میری طرف سے تم پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

تم اپنی پسند سے جیسی زندگی چاہتی جی سکتی ہو۔

میں تمہیں سپورٹ کروں گا۔

میں جانتا ہوں یہ مشکل ہے ۔مگر اٹس اوکے۔

ہوتا ہے کبھی کبھی ایسا بھی۔

سب کچھ مرضی کے حساب سے تو نہیں ہوتا زندگی میں ۔

تمہیں خوش رہنا سیکھنا چاہیے ۔

وہ دھیمے لہجے میں بول رہا تھا۔

پری وش بازل کی عزت کرتی مگر آج اس کی باتیں سن کر شکرگزاری کا احساس بھی ہو رہا تھا۔

وہ بیڈ سے اٹھا اور دو قدم لیکر اس کے سامنے آن کھڑا ہوا ۔

اسے اپنے اتنا قریب پاکر ایک لمحے کو پری وش کی سانسوں میں تیزی آئی تھی۔

تمہیں مجھ سے ڈرنا نہیں چاہیے لڑکی ۔

جج جی جی۔

پری ہکلا کر رہ گئی تھی ۔

بازل ہلکے سے مسکرایا۔

بہادر نگاہیں چرا کر نہیں ملا کر بات کرتے ہیں۔

پری وش کی کانپتی جھکی ہوئی پلکوں کے ارتعاش کو دیکھتے ہوئے وہ بولا تو پری نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا اسے۔

تھینک یو ۔

خوش آمدید زوجہ۔

وہ شگفتی سے کہتا ہوا واش روم کی جانب مڑا تو پری وش نے گہرا سانس لیا تھا ۔

Ibn e Abdullah-writer

مہندی کی فنکشن شروع تھا_بازل نے پہلی بار لڑکےکو دیکھا جو عمر میں کافی بڑا تھا_اور اس کی فیملی کی باتیں بھی عجیب و غریب تھیں۔

بازل کو اس رشتے کی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا سوچ کر طے کیا گیا تھا۔

وہ دادو کے پاس آگیا تھا۔

دادو یہ رشتہ تو سمجھ میں نہیں آرہا ہے میرے تو۔

وہ ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا تھا ۔

تمہاری ماں کی ضد تھی کیا کر سکتے ہم۔اوپر سے پری وش نے بھی رضامندی سے کر دی تو مجھے بھی خاموش ہونا پڑا ۔

بازل نے دور سے سٹیج پر بیٹھی پری کو دیکھا تھا_

کہاں وہ اور کہاں یہ آدمی ۔

بازل کو کوفت محسوس ہونے لگی تھی اور پری وش پر غصہ بھی آنے لگا تھا۔

کہ ایسی بھی کیا مصیبت آن پڑی تھی جو اس انسان سے شادی کرنی پڑی۔

طے یہ تھا کہ مہندی والے دن ہی نکاح کی رسم بھی ہوگی اور پھر رخصتی اگلے دن۔

حیدر شاہ مہمانوں کے پاس تھے۔

بازل نے ماں کو ڈھونڈنے کی کوشش کی۔وہ دلہے کے خاندان کے پاس بیٹھی تھیں اور شاید کسی بات پر بحث کر رہی تھیں ۔

بازل نے ان کے چہرے سے تناؤ کا اندازہ لگایا تھا۔

اب وہ اٹھ کر حیدر شاہ کی طرف بڑھیں اور انہیں کان میں کچھ بولا اور سائد کی طرف لے گئیں۔

بازل بھی ان کے پیچھے آیا تھا۔

وہ کہہ رہے نکاح سے پہلے ہی لڑکے کے لئے کسی اچھی جگہ گھر بھی لے دیں۔

ماں کی آواز بازل کے کانوں میں پڑی تھی -

حیدر شاہ بولے۔

تم یہ رشتہ کہاں سے ڈھونڈ کر لائی ہو؟

نکاح کا وقت ہوچکا ہے_اور اب یہ نیا
شوشہ چھوڑ رہے ہیں۔
حیدر شاہ غصے میں بولے تھے۔
مجھے کیا پتا تھا کہ ایسے ہوں گے یہ ۔
جب تمہیں نہیں پتا تھا تو ایسا رشتہ
جوڑنے سے پہلے پتہ کرنا تھا کہ وہ
کیسے لوگ ہیں۔
آپ سلیم بھائی صاحب کا مکان جو پری
کے نام ہے اب۔وہی لڑکے کے نام پر کر
دیں۔
آخر رہے گی تو پری ہی اس میں نا۔

ماں کی بات سن کر بازل کو یقین نہیں آیا تھا ۔

اور کل کو وہ کہیں ایک فیکٹری بھی لگا دیں یا چچا کی فیکٹری ہی دے دیں تو آپ کیا کریں گی؟

وہ جو چھپ کر باتیں سن رہا تھا یک دم سامنے آیا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ جاؤ مہمانوں کو دیکھو ہم معاملہ سنبھال لیں گے ۔

بازل کو ماں نے ٹوکا تو وہ بولا ۔۔

مجھے نہیں لگتا یہ رشتہ ٹھیک رہے گا
ہمارے خاندان کے لئے بابا۔

پر اب عین وقت پر ہم کیا بول سکتے
بیٹے؟ حیدر شاہ بھی واضح طور پر
پریشان تھے

ان کے خاندان کی عزت کا سوال تھا۔

بابا ایسے رشتے بعد میں گلی کا طوق بن
جاتے ہیں۔آپ انکار دیں صاف۔

مزید کسی ڈیمانڈ کو پورا کرنے کی
ضرورت نہیں ۔

ایسے نہیں ہوتا اتنے مہمان ہیں تماشہ
لگ جانا۔

تماشا کوئی نہیں لگے گا بس آپ صاف بتا
دیں ان کو۔

ایسے گھٹیا سوچ والے لوگ یہ جن کو
اخلاقی اقدار کا پتا ہی نہیں ھے ان سے
رشتہ نہ ہی ہو تو اچھا ہے۔

حیدر شاہ نے گہرا سانس لیا تھا۔

لیکن میں بول رہی جو۔

بس بہت ہوگیا یہ میں خود بات کرتا ہوں
ان سے حیدر شاہ نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے
کہا تو بازل نے سر ہلا دیا تھا ۔جب کہ
طیبہ بیگم ہونٹ بھینچ کر رہ گئیں۔

****

بازل باہر سے آیا تو ماں کو پری وش پر چیختا دیکھ کر پہلے تو ششد رہ گیا تھا۔

بیٹے کو دیکھ کر طیبہ بیگم چپ رہ گئیں تھیں -

بازل نے ایک نظر ماں کو پھر پری وش کو دیکھا ۔یہ کیا ہو رہا ہے؟

کچھ نہیں بیٹا بس ایسے ہی۔تم کب آئے۔

طیبہ بیگم نے بات بدلی تھی -

آپ ایسے کیسے چلا سکتی ہیں پری پر ماں؟

یہ اس خاندان کی بہو ہے اور وہ بھی اس انداز میں جیسے اس سے پتا نہیں کون سا جرم سرزد ہوگیا ہو۔

بازل کا لہجہ سخت تھا۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی مجھ سے غلطی ہوئی تھی بس۔

غلطی کوئی بھی ہو مجھے پسند نہیں ایسے کسی پر چلانا اور وہ بھی گھر کے نوکروں کے سامنے ۔

اب تمہیں اپنی ماں کی باتیں ناپسند ہوں گی؟

بات کسی کی بھی ہو اگر کوئی میری بیوی کے ساتھ برا برتاؤ رکھے گا تو میں یہاں ہی ہوں -

وہ سختی سے کہتا ہوا پری کی جانب مڑا اور اس کے ہاتھ پکڑ کر روم میں لے آی تھا۔طیبہ بیگم سلگ کر رہ گئیں تھیں۔

تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ کوئی کچھ بھی کہے گا تم سنتی رہو گی؟

روم میں آتے ہی وہ پری پر چڑھ دوڑا تھا۔

وہ اس خاندان کی بڑی ہیں ڈانٹ سکتی ہیں۔

وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

بات یہ ہے کہ انسان کو جگہ اور وقت دیکھ کر ہی کچھ کہنا چاہئے ۔

کرو گی یار survive ایسے تم کیسے زندگی میں؟

وہ برہم تھا سخت۔

پری کیا بولتی اسے تو عادت تھی اس سب کی کچھ نیا تو نہیں ہوا تھا۔

نیا شاید بس یہ ہوا تھا کہ کوئی اس کے لئے پہلی بار بولا تھا۔

وہ بیڈ پر دو نوں ھاتھ جوڑے بیٹھی تھی
بازل کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر اس
کے ہاتھ تھام کر اس کے سامنے بیٹھتے
ہوئے نرمی سے بو لا۔
دیکھو دنیا کو کچھ فرق نہیں پڑتا آپ سے
۔نہ آپ کی خوشی سے نہ غم سے۔
میں نے تمہاری ذمہ داری قبول کی ہے
تو میرا فرض بنتا ہے میں تمہارا خیال
رکھوں۔
مگر ہر جگہ میں موجود نہیں ہوں
گا۔تمہیں اپنے حق کے لئے بولنا اور لڑنا
سیکھنا چاہیے ۔

ورنہ دنیا تمہیں روند کر آگے نکل جائے گی۔

اور جیسا میں نے کہا کسی کو کچھ فرق نہیں پڑے گا اس سے۔

وہ مدھم لہجے میں بول رہا تھا۔

پری وش کو پتا نہیں چلا کب اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکے تھے ۔

ارے وہ بوکھلا گیا تھا۔

کیا ہوگیا یار_بہادر بنو ایسے مت کرو۔

وہ اس کے آنکھوں کے کونوں سے آنسو چنتے ہوئے بولا تھا۔

رشتوں کے آگے لڑنا مجھے نہیں آتا ہے
۔

بازل نے گہرا سانس لیا تھا۔

لڑو مت مگر دفاع تو کر سکتی اپنا بس
وہی کر لو۔

وہ اس کا ہاتھ تھپکتا ہوا اسے دیکھ رہا
تھا۔

اب چلو آنسو صاف کرو اور ڈریس بدل
کر آجاؤ ہم باہر جا رہے ہیں۔

وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا تو پری چونکی۔

باہر کدر؟

ایسے ہی بس کہیں چلتے ہیں۔

مگر وہ تائی نے بولا ۔

میں ان کو بتا دوں فکر نہ کرو

وہ انکار کرنا چاہتی مگر پتا نہیں کیوں وہ نہیں کر پائی تھی

****_______******___

#5 جنون_قربت قسط

Romantic urdu novel

رائٹر : ابن عبداللہ

ہم زندگی کے بارے میں جو سوچتے ہیں
وہ زندگی ہمارے بارے میں نہیں سوچتی
ہے۔
ہم فیصلے کرتے ہیں یا ارادے اور زندگی
بحرحال ان فیصلوں اور ارادوں کے
برعکس اپنے راستے پر چلتی رہتی ہے۔
زندگی بہتی ہوئی ندی کی طرح ہے اس
پر اپنی مرضی کا بندھ نہیں باندھا جا
سکتا ہے۔
اگر انسان ایسا کرنے کی کوشش کرتا تو
زندگی باندھے گئے مرضی کے بندھ کے
ساتھ انسان کو بھی توڑ کر اپنے ساتھ
بہا کر لے جاتی ہے۔

پری وش یہ بات سمجھ چکی کہ وہ جو سوچتی ہے وہ نہیں ہو سکتا سو جو ہو رہا ہے کیوں نا اسے ہونے دیا جائے ۔

اس رشتے سے وہ خوش نہیں تھی۔مگر وہ چپ ہوچکی تھی۔

ایک وقت ایسا آتا ہے کہ انسان اپنے لئے کچھ بھی نہیں سوچنا چاہتا وہ بس خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔

یا پھر حالات سے نظریں چراتا ہے اور سمجھتا ہے کہ سب کچھ ہوگا۔

حیدر شاہ کے کورے سے جواب نے بھی وہی کیا تھا۔

وہ نکاح سے انکار کر چکے تھے۔

طیبہ بیگم حیدر شاہ کو منانے کی کوشش میں تھیں کہ وہ بات مان لیں تو معاملہ ختم ہو جائے۔

مگر بات بنتی ہوئی بگڑ چکی تھی۔

حیدر شاہ اپنے اصولوں کے پکے انسان تھے وہ لچک دکھا بھی دیتے مگر ان کے انکار کے کی سچویشن ایسی بنی تھی کہ بازل کی مداخلت کی وجہ سے وہ سب لوگ واپسی کی راہ لینے لگے تھے ۔

ان کے حیدر شاہ کے ساتھ سخت رویہ رکھنے کی وجہ سے بازل نا چاہتے ہوئے بھی اس معاملے میں پڑ چکا تھا۔

اور پھر وہی تھا۔

وہ نکاح چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

بازل نے اپنے باپ کی عزت کا سوچا تھا بس ۔

کون کرے گا شادی پھر اس سے؟ اس بات سے وہ اس قدر بڑھک گیا کہ ببانگ دہل خود ہی شادی کا بول گیا تھا۔

طیبہ بیگم کو جس بات کا ڈر تھا وہی حقیقت میں ان کے سامنے آچکی تھی۔

شاہ کی زبان تو زبان ہوتی ہے۔بازل بول کر تھوڑا پریشان تو ہوا تھا مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

پری وش کو تو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا ہو رہا ہے ۔

دادو خوشی سے نہال تھیں اور حیدر شاہ بھی مطمئن تھے۔مگر طیبہ بیگم کا حال ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں ۔

جو ہونا ہوتا ہے اپنے وقت پر ہو ہی جاتا ہے۔

اب یہ اچھا تھا یا برا اس کا فیصلہ وقت پر ہی ہونا تھا۔

******** ibn e abdulla novels

تو کہاں جانا چاہو گی؟

گاڑی میں اسے بٹھاتے ہوئے بازل نے سوال کیا ۔

کہیں بھی جہاں آپ خوش ہوں ۔

بازل نے گاڑی سٹارٹ کی اور قریب ہی ایک ریسٹورنٹ میں اسے آیا تھا ۔

مینیو بھی اسی نے ڈیسائیڈ کیا اور منگوایا۔جب ویٹر کھانا لگا چکا تو بازل نے اسے دیکھا جو سہمی ہوئی بیٹھی تھی ۔

لوگ سمجھیں گے تمہیں میں اغوا کر کے لایا ہوں ۔

بازل نے بات شروع کی۔

ایسا نہیں ھے۔

لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔

بازل نے اس کی کیفیت دیکھتے ہوئے کہا تھا ۔

آپ کو تائی سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی انہیں لگے گا میں نے کچھ کہا ہے آپ کو۔

ارے تمہاری سوئی وہاں ہی اٹکی ہوئی ابھی تک۔

بازل نے منہ بنایا ۔

پھر بھی وہ بڑی ہیں۔

بازل نے گہرا سانس لیا تھا۔

بڑے ہونے کا ثبوت بھی دینا چاہیے ان کو۔

ویسے بھی میں جاننا ان کو وہ اپنی ہی ضد میں ہوتی ہیں ہروقت ۔میں نے صرف حق بات کی بس۔

تم یا کوئی بھی اور ہوتی تب بھی میں ایسا ہی کرتا ۔

وہ کچھ نہیں بولی تھی۔

چلو اب کھانا کھاؤ

بازل نے حکم دیا تو پری وش آہستہ آہستہ کھانا کھانے لگی تھی۔

بازل سوچنے لگا تھا کہ اس کا کیا کرے گا۔جیسا اس کا مزاج تھا وہ تو اللہ میاں کی گائے بنی ہوئی تھی۔

اور وہ جانتا تھا کہ معاشرہ اسے زبح کر دے گا۔

Ibn e Abdullah-writer

romantic urdu novels

طیبہ بیگم کا بازل اور پری وش کو ایک ساتھ دیکھ کر سلگ جاتی تھیں۔

ان کی شروع سے کوشش رہی تھی پری وش بازل سے دور رہے۔انہیں اپنے شوہر کی سخاوت اور بازل کی نرم دلی سے ہمیشہ دھڑکا لگا رہتا تھا۔

اس لئے جب بازل کی تعلیم مکمل ہونے کی قریب تھی تب انہوں نے جلدی میں رشتہ دیکھ کر پری وش کو اپنے گھر سے نکالنے کی تھی۔

مگر قسمت کے آگے ان کی ایک نہیں چلی تھی ۔

وہ اپنی چالیں چل رہی تھیں اور قسمت اپنی۔ان کی خواہش تھی کہ بازل کی

شادی ان کی چھوٹی بہن کی بیٹی انسا
سے ہو جائے ۔
وہ ہار نہیں ماننا چاہتی تھیں ۔وہ ان
عورتوں میں سے تھیں جن کی ضد
کبھی ختم نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اپنی
ضد کے آگے کسی کو بھی قربان کر
لیتی ہیں۔

وہ اپنی انہی سوچوں میں غلطاں لان
میں ٹہل رہی تھیں
جب بازل وہاں آیا۔
ہم کل ناران کاغان کے لئے جا رہے ہیں۔

ہاں بیٹا کیوں نہیں ضرور جاؤ ۔

اندر سے وہ سلگ گئیں تھیں مگر انہوں نے لہجہ کنٹرول رکھا تھا اپنا۔

بازل نے سر ہلایا اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

طیبہ بیگم نے سوچ لیا تھا اب وہ میٹھی چھری بنیں گی۔

****

تیاری کر لو کل ہم ہنی مون کے لئے جا رہے ہیں۔بازل نے پری وش کو بتایا تو وہ چونکی۔

کیوں؟ کیوں کا کیا مطلب ہوا؟ ہنی مون پر کیوں جاتے ہیں؟

وہ ہلا سا مسکرایا تھا۔

پری کا چہرہ سرخ ہوا تھا ۔

اتنے دور جانا ضروری ھے کیا ہے؟ ہم یہیں کہیں گھوم آتے ہیں۔

کبھی کبھی پاس آنے کے لئے دور جانا پڑتا ہے بیگم ۔

وہ اس کے قریب ہوتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں بولا تھا۔وہ بدک کر پیچھے ہوئی۔

کیا کر رہے ہیں آپ ایسے ۔

وہ پیچھے ہٹتے ہوئے گھبرا کر بولی ۔

وہ مزید اس کے قریب ہوا تھا۔

اسے پاس آنا کہتے ہیں ۔

پری وش کی دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی تھی۔وہ اس قدر قریب آگیا تھا کہ اس کی پرفیوم کی مہک اسے اپنے اندر سے آتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔

تم اتنا ڈری کیوں رہتی ہو؟ اس کے لال چہرے کو دیکھتے ہوئے وہ پوچھنے لگا تھا۔

آپ پلیز ذرا دور ہوکر بات کریں_اس کی قربت سے گھبرائی ہوئی وہ منمنائی تھی۔

دور ہونے کے لئے نہیں ہوں یہاں میں ۔

وہ مزید اسے قریب کرتے ہوئے بولا تھا۔

پری وش کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی تھیں ۔

دیکھئیے ۔

ہاں دیکھ رہا ہوں۔وہ اس کی بات کاٹ کر جلدی سے بولا تھا۔

آپ ۔

ہاں میں؟

آپ ایسے مت کریں۔

میں تو کچھ نہیں کر رہا ہوں ۔وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے نرمی سے بولا تھا۔

وہ خوفزدہ ہرنی کی طرح لگ رہی تھی ۔

بازل نے سوچ لیا تھا وہ اسے بہادر بنائے گا۔تاکہ وہ اپنے لئے لڑ سکے۔

وہ پیچھے کو ہوا تو پری وش کی سانس میں سانس آئی تھی۔

تمہیں مجھ سے نہیں ڈرنا نہیں چاہیے ۔

کیوں نہیں؟

کیوں کے جو اپنے ہوتے انہیں اپنایا جاتا ان سے ڈرا نہیں جاتا ہے ۔

پری وش کیا بولتی۔اسے کسی نے کبھی اپنایا ہی نہیں تھا۔وہ تو بس اپنے خول میں قید رہتی تھی۔

تمہیں بولنا چاہیے ۔کہنے سے باتیں سلجھ جاتی ہیں ۔

وہ بیڈ پر نیم دراز ہوتا ہوا بولا تھا۔

مگر مجھے کہنا نہیں آتا ۔مطلب ایسا
کچھ نہیں کہ کہوں۔

ہمارے پاس ہمیشہ سے ہی کہنے کو
بہت کچھ ہوتا ہے_

اگر کوئی سُننے کی کوشش کرے تو۔

تمہارے پاس بھی ہوگا کچھ نہ کچھ وہ
سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

وہ سوچنے لگی اس کے پاس کہنے کو
کیا ہے؟ یا کیا وہ بازل سے کہہ سکتی
ہے۔

وہ بازل کو دیکھنے لگی خاموشی سے۔وہ بے شک وجیہ تھا، خوبصورت اور سحر انگیز ۔

اسے دیکھ کر کبھی وہ سوچ نہیں سکی تھی وہ اس کا شوہر ہوسکتا ہے۔

مگر قسمت کے کھل۔

جو بھی تھا اب وہ س شوہر تھا۔

__******_______******_*****__

#6 جنون_قربت_قسط

رومینٹک اردو ناول

رائٹر : ابن عبداللہ

گاڑی شمال کی طرف رواں دواں تھی۔وہ مبہوت سی گزرتے ہوئے حسین مناظر کو دیکھ رہی تھی_بازل گاہے بگاہے ایک نظر اس پر ڈالتا اور پھر سڑک پر نگاہیں جما لیتا_وہ آج صبح ہی نکلے تھے_راستے میں ناشتہ کر کے وہ اب پھر سفر پر گامزن تھے_راستے خوبصورت تھے_اور

شاید ہمسفر بھی _سڑک ندی کے
کنارے کنارے بھاگ رہی تھی اور کبھی
کبھی کہیں سے برف پوش پہاڑ انہیں
دکھائی دیکر اوجھل ہوجاتا تھا۔

تاریکی پھیلنے کی قریب وہ گیسٹ
ہاؤس پہنچ چکے تھے_وہ سارا دن
_سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے

سورج کے غروب ہوتے ہی سردی کی
لہر میں اضافہ ہوا تھا_بازل نے آتش
_ دان میں خشک لکڑیاں جھلائی تھیں

جبکہ پری وش کپڑے بدلنے گئی تھی۔

بازل نے شیشے کے باہر دیکھا جہاں دھند آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی_برقی روشنی میں دھند کا پھیلاؤ واضح ہو رہا تھا _پری وش خاموشی سے بازل کےپاس آکر بیٹھ چکی تھی ۔

ان کے درمیان لکڑی جلنے کی چٹخنے کی آوازیں تھیں۔

بازل نے پری وش کو دیکھا تھا۔

آگ کی روشنی میں اس کا چہرہ تمتما رہا تھا_بازل کی نظریں اس کی گردن سے ہوتے ہوئے اس کے سینے پر آرکی۔

گلے سے جھانکتی ہوئی سینے کی لکیر ۔بازل نے گہرا سانس لیا۔

بازل کو کافی کی طلب ہونے لگی تھی سو باہر گاڑی سے کافی کا سامان اٹھا لایا تھا۔

یہ کس قدر خوبصورت ہے ۔

کافی بنا کر اسے دیتے ہوئے پری وش نے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

جہاں دھند میں لائٹیں دیا بن کر ٹمٹما رہی تھی ۔

ہاں سو تو ہے۔کافی کا سپ لیتے ہوئے بازل نے کہا۔

ایک لمحہ جس میں سکون ہو کس قدر خوبصورت ہوتا ہے_لکڑی چٹخنے کی آوازیں، دھند پھیلتی ہوئی، سردی کا عجیب سا احساس، یہ گیسٹ ہاؤس بازار سے ہٹ کر تھا_سو عجیب سی خاموشی کا ساماں تھا ۔

وہ دن بھر کی تھکی ہوئی تھی سو جلدی اٹھ کر بستر میں چلی گئی تھی۔

بازل کافی دیر وہاں بیٹھا رہا تھا۔

******ibn e Abdullah

وہ گہری نیند میں تھی جب اسے احساس ہوا کوئی اس کے سینے کو چھو رہا_

ایک نئے لمس کا احساس جو عجیب سا نشہ طاری کر دینے والا تھا ۔

ایک ہاتھ جو اس کے سینے کی گرمی کو چھوتے ہوئے نیچے کا سفر طے کر رہا تھا۔

پری وش کا وجود عجیب سے سرشاری سے لبریز ہو رہا تھا اور پھر

اسے محسوس ہوا جسے دو ہونٹ اس
کے سینے کی تپش میں پگھلتے
ہوئے دیوانہ وار اسے چومتے ہوئے
اس کے پیٹ اور پھر شلوار میں چھپے
دو ہونٹوں سے ٹکرائے تھے۔

ایک سسکی کے ساتھ اس کی آنکھیں
یک دم کھلی تھیں_کمرے میں نیم
تاریکی تھی_اس کی نگاہوں کو
اندھیرے سے مانوس ہونے میں وقت
لگا تھا۔

_بازل ساتھ سویا ہوا تھا

کھڑکی سے باہر ہلکی ہلکی بارش
_گرنے لگی تھی

کیا وہ خواب تھا؟

یا بازل؟

_پری وش کو سمجھ نہیں آئی تھی

اسے اپنے بدن پر دو ہونٹوں کا

_احساس ابھی تک ہو رہا تھا

یہ عجیب سا احساس تھا ۔

ایسا احساس جس میں خوف اور لذت

دونوں ہی تھے ۔

مگر وہ کیا تھا؟

خواب یا بازل یا کون؟

وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

---_____****_**_**_**___*_*_

romantic urdu novel

صبح کی مدھم روشنی نے دُھند کی چادر سے جھانکا تو بازل کی آنکھیں نیند سے کھل گئیں_

سامنے کا منظر دلفریب تھا۔

وہ گہری نیند میں سوئی تھی_

شریر بالوں کی لٹ چہرے کو چوم رہی تھی_اور اس کی گریبان سے اس کا

شعلہ بدن حسن دعوت نظارہ دے رہا تھا ۔

بازل نے گہرا سانس لیا اور بستر سے اٹھ بیٹھا۔

اگر وہ اسے دیکھتا رہتا تو شاید وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ پاتا۔

وہ خاموشی سے اٹھ کر باہر آیا اور سیگریٹ پینے لگا۔

پیرس اور نیویارک کی زندگی میں اس کا واسطہ بہت ساری حسیناؤں سے پڑا تھا ۔

عورت کا بدن بازل کے لئے نیا نہیں
تھا_

وہ سینکڑوں حسینوں کے جسم کا جام
پی چکا تھا ۔

مگر وہ گندمی رنگ کی لڑکی میں
عجیب سی کشش تھا۔

بازل واپس روم میں پری وش کو
جگانے آیا تو وہ اب سیدھی لیٹی تھی_

بستر کی سلوٹوں میں بکھرا ہوا
سانچے میں ڈھلا بدن۔

دھڑکتے ہوئے سینے کی سمندری
لہریں ۔

بازل بے اختیاری سے آگے بڑھا اور اس کے لبوں پر لب پیوست کر دئیے

.

کیا کر رہے ہیں آپ؟

اسے دھکا دیتی ہوئی وہ بیدار ہوئی تھی -

جو میرا حق ہے وہی-

وہ سکون سے کہتا ہوا دوبارہ اس پر جھکا تھا -

پرے ہٹیں-ایسے نہیں کر سکتے ہیں آپ میرے ساتھ

وہ اٹھ بیٹھی تھی -

کیوں نہیں کر سکتا ہوں؟

بازل کو اس کا انداز برا لگا تھا ۔وہ اس کی بیوی تھی اور ایسے برتاؤ کر رہی تھی جیسے وہ کوئی اجنبی ہو۔

بس نہیں کر سکتے آپ۔

بازل آگے بڑھا اور اس کے بازوؤں کو پکڑتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

تم میری بیوی ہو اور میں جو چاہوں تمہارے ساتھ کر سکتا ہوں۔

جی نہیں ۔وہ بازل کے بازوؤں میں کسمسا کر رہ گئی تھی ۔

بازل نے جواباً اسے بیڈ پر گر دیا تھا۔

میں تمہارے ساتھ محبت سے پیش آرہا ہوں اور تم اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود الٹا مجھے ہی نخرے دکھا رہی ہو۔

بازل نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

_مجھے چھوڑ دیں آپ

نہیں چھوڑوں گا_اسے مزید اپنے قریب کرتے ہوئے بازل نے سختی سے جواب دیا تھا

آپ کو ہو کیا گیا ھے؟

بازل کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے ہو کیا گیا تھا۔

مجھے کچھ نہیں ہوا ھے۔جو ہوا ہے تمہیں ہوا ہے۔

وہ سرد لہجے میں کہتا ہوا دور ہٹا تھا۔

پری وش جو اس کے یوں قریب آنے سے نڈھال ہو رہی تھی اس کی جان میں جان آئی تھی ۔

یقیناً رات بھی بازل ہی تھا جو اس کے سوتے میں اس کے ساتھ کچھ کر رہا تھا ۔

پری وش کو یقین ہوگیا تھا۔

تم میرے صبر کا امتحان لینا بند کر دو گی تو اچھا ہوگا ۔

بازل نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

پری وش کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے۔نہ اسے اپنے انکار کی سمجھ آرہی تھی نہ بازل کے انداز کی وہ الجھی تھی۔

کچھ بھی ہو مگر

تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کرسکتے ہو بازل

اوہ رئیلی؟؟ اس نے ہونٹ سکوڑے اور سر سے پاؤں تک اس کا جائزہ لیا۔

ہاں بالکل! وہ غصے سے لال ہوئی تھی ۔

اب تک تو تمہیں سمجھ جانا چاہئے تھا میں کچھ بھی کر سکتا ہوں میری جان۔

اس پکڑ کر قریب کرتے ہوئے وہ ہولے سے اس کے کان میں بولا تھا۔

پیچھے ہٹو ۔ورنہ میں شور مچا دوں گی۔

بازل نے جواباً اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں جکڑا تھا۔

پری کا بدن گویا سمٹ کر اس کے جلتے ہوئے لبوں پر آن ٹھہرا تھا ۔

وہ اس کی گرفت میں یوں تھی جیسے کوئی چڑیا باز کے پنجوں میں جکڑی ہوئی ہو۔

تمہیں ہر چیز کا ڈیمو دکھانا پڑتا ہے۔وہ اس کے ہونٹوں کو آزاد کرتا ہوا بولا تھا۔

تم غلط کر رہے ہو بہت۔وہ چلائی تھی۔

اگر تمہارا اشارہ تمہارے ہونٹوں کے جام کو پینے کی غلطی کی طرف ہے تو ایسی غلطیوں کی اب عادت ڈال لو سینوریٹا۔!

وہ شوخی سے کہتا ہوا دروازے کی سمت بڑھ گیا تھا اور پری وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی۔

---**--*--**-*--**-****

جنون_قربت_قسط 7

Romantic urdu novel

پری وش کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی
اس لئے وہ اکیلے ہی گھومنے نکل گیا
تھا اور ابھی واپس آیا تھا

روم میں داخل ہوتے ہی اس نے زیرو
واٹ جا بلب جلایا____محترمہ پورے
بیڈ پر ہی تقریباً آڑھی ترچھی لیٹی
ہوئیں خواب خرگوش کے مزے لے
رہی تھیں__ہونٹ بھینچتے ہوئے بازل
نے کوٹ کرسی پر پھینکا اور کچن میں
آیا جہاں خالی فریج اس کا منہ چڑا رہی
تھی_

کیا مصیبت ھے یار____وہ بڑابڑایا اور
بھنایا ہوا واپس روم میں آیا اور جان
بوجھ کر دروازہ زور سے پٹخ کر بند
کیا_

اس نے آواز پر ایک آنکھ کھول کر اس
کو دیکھا تھا۔

مگر مجال ھے کوئی مزید ردعمل دیا
ہو _

کافی دیر وہ بیڈ پر اس کے آڑھے
ترچھے پڑے وجود کو دیکھتا رہا ۔

میں کہاں لیٹوں اب_

وہ بھنا گیا۔

اف کہیں بھی لیٹ جاؤ__نیند میں ڈوبی آواز میں بولی۔

کہاں لیٹوں؟ بیڈ پر تو تم بے ہنگم طریقے سے سو رہی ہو۔

اس کے پاؤں کو پکڑ کر گھسیٹ کر اسے کنارے کرتے ہوئے وہ تپا تھا ۔

ابھی اسے لیٹے ہوئے دو منٹ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہمیشہ کی طرح پہلے اس کی ٹانگ اس کے اوپر آئی__اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا موصوفہ نے اس کو کاندھے کو تکیہ بنا لیا تھا! -

_اسے کوفت ہوئی تھی
جاگتے ہوئے جب وہ قریب آتا تھا تب
وہ دور ہوتی تھی اور سوتے ہوئے
اسے خود پتا نہیں چلتا تھا کہ وہ کہاں
پڑی ہوئی ہے۔
وہ انتظار کرتے کرتے سو گیا تھا کہ
کب وہ اسے شانتی سے سونے دے
گی__

****

صبح اچانک ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی_گھڑی پر نظر پڑتے ہی وہ بری طرح چونکا دس بجنے والے تھے۔

وہ جلدی سے اٹھا پری وش

اس نے آواز دی____کیا مصیبت ھے یار کیوں چلا رہے ہو؟

وہ ابھی تک سو رہی تھی۔

اس کا پارہ چڑھ تھا۔

ٹائم دیکھا تم نے؟ وہ غصے سے بولا۔

میں کیوں دیکھوں تمہیں وقت دیکھنا نہیں آتا کیا؟ اتنے بڑے ہوگئے ہو۔

نیند میں ہاتھ چلاتے ہوئے اس نے اس کا منہ ڈھونڈنے کی کوشش کی۔

وہ پیچھے ہوا نیند میں اس کے بڑے بڑے ناخن اس کی آنکھ بھی نکال سکتے تھے۔

یار میں نے کیا مصیبت اپنے گلے ڈال دی ھے

اٹھو یار حد ہوگئی ۔

اسے کھینچتے ہوئے وہ بولا۔

جواب میں وہ اس کے بازو سے لپٹ کر مزید گہری نیند میں جانے لگی تو اس نے بازو کھینچا ۔

یار میں تمہارا شوہر ہوں یا تکیہ تمہارا؟

کبھی میرے اوپر پڑی ہوتی کبھی سر رکھا ہوا ہوتا مجھ پر ۔اور جب میں قریب آنے کی کوشش کرتا ہوں تو انکار کرتی ہو۔

سونے دو نا_وہ اسی حالت میں بولی۔

وہ اسے گھور کر رہ گیا تھا ۔

اچھا جاتے ہوئے ایک سینڈوچ اور
کافی بنا جانا میرے لئے بھی -
وہ کمرے سے نکل رہا تھا جب وہ
پیچھے سے جلدی بولی-
پہلے ملک شیک بنا دوں؟
وہ طنزیہ بولا تھا! ---سچی میں؟
اس کی آنکھیں پوری طرح کھلیں تھیں
اب_مینگو والا بنانا__چینی کم ڈالنا-اور
_وہ فوراً ترکیب بتانے لگی تھی
وہ مزید رکا نہیں تھا وہاں دھڑم سے
دروازہ اس کے منہ پر بند کر جا چکا
تھا

********ibn e Abdullah novels

بازل کو نہ تو پری وش کی سمجھ آرہی تھی نا اپنی_کبھی وہ خود اس کے پاس آجاتی تھی اور کبھی اس کے قریب کرنے سے بڑھک جاتی تھی۔

سوتے ہوئے وہ اطمینان سے اس کے بازو پر آجاتی تھی ۔

سونے کے معاملے وہ گدھے گھوڑے بیچ کر سونے والی تھی۔

بازل ٹیرس پر کھڑا اسی الجھن میں تھا کہ وہ کیا کرے ؟

یہ تو اس کے لئے عورت کا جسم نیا تھا نہ عورت ۔

مگر وہ جو کشش رکھتی تھی عجیب تھی۔

ایک ایسی حیوانی کشش جو بازل کو اس کے قریب آنے کے لئے بے تاب کرتی تھی ۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف جھکتا تھا۔

بازل کو ابھی تک اپنے بدن سے اس کی خوشبو پھوٹتی محسوس ہو رہی تھی ۔

بازل زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر پری وش کا برتاؤ بازل کو تپا دیتا تھا۔

اگر وہ بے گانی تھی تو بےگانی بنی کیوں نہیں رہتی تھی؟

وہ پل میں تولہ پل میں پاشہ بن جاتی تھی۔

بازل نہ چاہتے ہوئے اس کے ساتھ زبردستی کر لیتا تھا جس کا بعد میں اسے افسوس ہوتا تھا۔

تم میرے ساتھ کیوں نہیں چلتی؟ جب بازل کوناندازہ ہوا وہ پھر پیچھے رہ گئی ہے تو رک گیا تھا وہ۔

عادت ڈال رہی ہوں بس_پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب ملا۔

تمہیں نہیں لگتا تمہیں ساتھ چلنا سیکھ
جانا چاہیے؟ وہ اب دانستہ آہستہ
قدموں سے چل رہا تھا__تاکہ وہ پھر
اس سے پیچھے نہ رہ جائے۔
میں نے سیکھا تو تھا پر تمہیں تیز
چلنے کی عادت ہے ہمیشہ سے ۔
وہ اس سے کہنا چاہتی تھی کے اُسے
اس کو پیچھے چھوڑ دینے کی عادت
تھی مگر کہہ نہیں سکی۔وہ جانتا ہی
کہاں تھا کچھ پری کے دل کے بارے
میں ؟

مگر وہ بنا کہے بھی اس کی دل کی
بات سن لیتا تھا سو رک گیا۔

کبھی کبھی انسان کو اپنی جنگیں خود
لڑنا پڑتی ہیں۔

میں نے کوشش تو کی تھی ____جب تم
مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر یورپچلے
گئے اور تب سے وہاں تک جب
مجھے کسی بوڑھے لالچی سے بیاہا
جا رہا تھا ۔

نہ چاہتے ہوئے بھی وہ کہہ گئی تھی۔

میں نے تمہیں شروع سے کہا تھا کہ
میں ہمیشہ تمہیں بچانے کے لئے
موجود نہیں رہوں گا ۔اور میں آیا تو
سہی ،کم از کم عین وقت پر موجود تھا
تبھی تم آج میری بیوی ہو ۔

وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا بینچ پر بیٹھ
گیا تو وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئی
تھی ۔

وہ ابے اسے دیکھ رہی تھی___وہ
ہمیشہ اسے بچا لیتا تھا_اور وہ اس
_پر بھروسہ کرتی تھی ہمیشہ سے ہی

یہاں تک کہ اس بات بے خبر وہ دل
میں کیا سوچتی ہے۔اور وہ بھی بس

انسانی ہمدردی کے لئے شاید اس کے حق میں بولتا تھا۔

ورنہ ان کے درمیان کچھ بھی تھا مگر محبت تو نہیں تھی۔

ایسا کبھی نہیں ہوا تھا وہ اس کے لئے کسی جگہ موجود نہ ہوا ہو۔

پھر پتا نہیں وہ کیوں اس کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتا تھا اپنا دفاع کرنے کی قابلیت دان کرنے لگا تھا۔

وہ چاہ کر بھی ویسا نہیں بن پائی تھی جیسا وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا_مضبوط اور خود اعتماد۔

اس کے بعد وہ ہر جنگ میں چاروں شانے چت گرتی چلی گئی۔

وہ اچھی warrior نہیں تھی یہ جانتی تھی _

اسے اپنے لئے یا اپنے حق کے لئے لڑنا کبھی نہیں آیا__وہ ہر چیز قبول کر لیتی تھی یہاں تک کے اس نے ان چاہا ساتھی بھی قبول کر لیا تھا _

اور وہ. ہر جنگ جیتتا آیا تھا اپنے حق کے لئے وہ کوئی بھی جنگ چھیڑ سکتا تھا ۔

warrior اور وہ جانتی تھی وہ بہترین ہے ہر جنگ کے نتائج کو اپنے حق میں بدل دینے والا۔

ہاں وہ ایسا ہی تھا جس پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کیا جاسکے__جس کی موجودگی ہی Victory کی علامت ہوتی تھی___اور اس کے لئے اُس شخص کی غیر موجودگی Defeat تھی.

وہ اسے ہمیشہ گرنے سے پہلے سنبھال لیتا تھا _

مگر اب جب وہ اتنے سالوں بعد آیا اور پھر اچانک اس کا شوہر بن گیا وہ

سمجھ نہیں پا رہی تھی اسے کیا
ردِعمل دینا چاہیے؟

جب وہ پاس آتا تھا تو وہ دور بھاگتی
تھی جب دور جاتا تھا وہ اسے
ڈھونڈنے لگتی تھی۔
اتنے سالوں میں کبھی اسے بازل کا
خیال ایسے نہیں آیا تھا وہ جانتی تھی
یورپ جاکر وہ بھول گیا ہوگا

یہاں تک جب اس کی کال بھی وہاں
سے آتی تھی تب بھی کبھی بازل نے

پری وش کے بارے میں نہیں پوچھا تھا ۔

اور اب وہ آیا اور اس کا شوہر بن گیا تھا ۔

قدرت کے کھیل وہ نہیں سمجھ پا رہی تھی ۔

******ibn e abdullah novels

بازل کو اچھے سے یاد تھا جب پری وش اس کے گھر آئی تھی _ایک ڈری سہمی لڑکی جو اپنے سائے سے بھی خوف کھاتی تھی۔

بازل کو اس میں دلچسپی نہیں تھی۔

وہ جینز پہنی ہوئی ماڈرن لڑکیوں میں رہتا تھا جب کہ پری وش ایک عام سی لڑکی لگتی تھی اسے۔

مگر وہ چاہتا تھا کہ وہ بدل جائے۔

جو زمانے کے ساتھ نہیں بدلتے زمانہ ان کو لوگوں کے ساتھ بدل کر روند کر آگے نکل جاتا تھا۔

بازل کے لئے اس میں اتنی کوئی کشش نہیں تھی تب.

وہ اس کی مدد کر لیا کرتا تھا اور جہاں اسے لگتا پری وش کو اس کی ضرورت ہے وہ وہاں کوشش کرتا تھا وہاں موجود ہو۔

اب وہ شاہ حیدر فیملی کی ممبر تھی اور بازل چاہتا تھا وہ برتاؤ بھی ویسا ہی کرے۔

یورپ میں اتنے سال گزار کر جب وہ واپس آیا تھا تب بھی وہ ویسے کی ویسی تھی ۔

اور پھر حالات ایسے ہوئے کہ وہی لڑکی اب اس کی بیوی بن چکی تھی۔

اور بازل چاہتا تھا کہ وہ بدل جائے کم از کم اتنی تو بدلے کہ کہ وہ اس کے ساتھ چل سکے ۔

یہاں پہاڑوں میں آنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ پری وش کی کونسلنگ کر سکے کچھ وہ۔

مگر ماحول، سردی اور تنہائی بازل کے جذبات کو ابھار کر اسے پری وش کے قریب جانے پر مجبور کرتے تھے۔

وہ گندمی رنگ کی لڑکی گندم کی طرح
بازل کو اپنا رزق لگنے لگتی تھی۔

وہ خواہش کرنے لگتا کہ وہ سر سے
پاؤں تک اسے چوم کر ہلکان کر دے۔

مگر پری وش کے دفاعی انداز سے وہ
چڑ جاتا تھا۔

بازل اسے جدید ماحول میں ڈھالنا چاہتا
مگر وہ ابھی تک ویسے ہی رہنا چاہتی
تھی۔

بازل کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ
کیسے اسے بدل سکتا تھا۔

اور اوپر سے بازل اس کے بدن کی
خواہش میں مبتلا ہوتا جا رہا تھا۔
یہ جنون قربت کیا رنگ لاتا وہ خود
نہیں جانتا تھا۔

****

عورت کا جسم پانی سے بنا ہوتا ہے
اسے چھوا تو جا سکتا ہے
مگر پکڑا نہیں جا سکتا
پگھلے بغیر

اس کے ساتھ بغلگیر نہیں ھوا جا سکتا

اس کے ساتھ پانی بن کر ہی ملا جا سکتا ہے

عورت کے بدن تک پہچنے کا رستہ

اس کے من کی پگڈنڈیوں میں سے

حساس وادیوں کو چھو کر گزرتا ہے

بدنی شاہراہوں کے ذریعے سیدھے

اس کے بدن تک پہچنے والے

شاہ سوار اس کے من سے اتر جاتے ہیں

عورت کا جسم پانی سے بنا ھوتا ہے

اس کو پانے کے لئے

پانی ہی بننا پڑتا ہے
اگر کوئی
اس کی آنکھوں کے
کھارے پانیوں کے سمندروں میں
تیرنے کا ہنر جانتا ہو
تو وہ اسے
سات سمندروں سے بھی آگے
حیران کن جزیروں میں
اور
جادوئی وادیوں کے لمس سے آشنا
کروا سکتی ہے

بدن کی سرحدوں سے پرے
روح کی اتھاہ گہرائیوں میں لے جاتی
ہے
جہاں صرف ہوا گنگناتی ہے
اور
پرندے سر سنگیت پہ رقص کرتے ہیں
وہ کہنہ کائنات کے آسماں کو
چھوتے کہساروں میں لے جاتی ہے
جہاں سکوت بولتا سنائی دیتا ہے
درو دیوار
خاموش بدن کی سرسراہٹ سنتے ہیں

پہاڑوں کی گود سے بہتے
جھرنوں کی کل کل
روح پہ کپکپی طاری کرتی ہے
وہ
ایسی جنت نما سبزیلی وادی میں لے
جاتی ہے
جہاں آپ پہنچ کر
گہری چپ میں کھو کر
فضا میں تیرنے لگتے ہو
عورت کو محض جسم سمجھنے
والو....!!

عورت کی ہنسی کی پھوہار میں
بھیگنے کے لئے
پہلے اس کی آہوں کی ٹکور کرنی پڑتی
ہے
اگر آپ اس کی زندگی میں پھیلے
دکھوں کے جزیروں میں ساتھ ساتھ
چلتے ہو
تو پھر وہ آپ کو
کوہ قاف اور کہکشاں میں اڑا کر لے
جا سکتی ہے
عورت انگنت جیون جیتی ہے
ہر جیون کی تہہ میں اترنا

ہر مرد کے بس میں نہیں ہوتا

عورت کو جسم سمجھ کر ملنے والے مرد

امرت پینے کے بجائے

اس کی پہلی تہہ کے گدلے پانیوں میں ڈوب مرتے ہیں

کھوکھلی مردانگی کے حکمران....!!

عورت کے وجود کی دہلیز کے باہر ہی کھڑے ہو کر

اپنی جیت کے بھرم کو پالتے رہتے ہیں

عورت کو پانے کے لئے

جیتے ہوئے جرنیل کی طرح نہیں
بلکہ
کسی مقدس درگاہ پہ زیارت کرنے آئے
فقیر کی طرح
جوتا اتار کر
دہلیز پہ بوسہ دے کر
اس کے پاس آنا پڑتا ہے
اس کے من کے مقدس پانی میں اشنان
کر کے
اس کے گرد طواف کرنا پڑتا ہے
عورت تن سے نہیں من سے جیتی ہے

وہ زندگی نہیں جذبہ جیتی ہے
اسے پانے کے لئے
بندہ نہیں مجسم "محبت" بننا پڑتا ھے.

بازل کو بھی شاید پانی بننا پڑتا_وہ
گہری آنکھوں والی اداس لڑکی تھی
جس کی روح پر گھاؤ تھے جو وقت
کے ساتھ بھرتے -
بازل کوئی جلدی نہیں کرنا چاہتا -
مگر وہ اپنی بے اختیار ہوتے جذبوں
سے الجھ رہا تھا۔
وہ چاہتا تھا اس کے غم بانٹ سکے۔

مگر جب وہ اس کے سامنے آتی تھی
تو بازل کا دل کرتا تھا اسے گلے لگا
لے۔
شاید محبت میں گلے لگانا ہی ہر مرض
کا علاج ہوتا ہوگا؟

وہ اسے چومنا چاہتا تھا ۔اتنا کہ اس
کی روح سے ہر غم دور ہو جائے ۔
وہ اپنے لبوں سے اس کی روح کا ہر
درد کھینچ لینا چاہتا مگر وہ عجیب سا
برتاؤ کرتی تھی۔

جو بازل کو غصے اور الجھن کا شکار کر دیتا تھا۔

-----*-**-*-**-

جنون قربت قسط 8

Romantic urdu novel

رائٹر ابن عبداللہ

یہ میں تمہارے لئے نائٹ ڈریس لایا ہوں۔

بازل نے اسے ڈریس پکڑایا تھا۔

پری وش نے اسے کھول کر دیکھا ۔

استغفراللہ

میں یہ کبھی نہیں پہنوں گی۔

بازل کو واپس کرتے ہوئے وہ بگڑی تھی۔

چلو میں خود پہنا دوں گا پھر۔

شوخی سے کہتا ہوا اس کے قریب آیا تھا۔

خبردار وہ پیچھے کو ہٹی تھی۔

مگر پیچھے دیوار تھی_وہ اس کے
سامنے کھڑا تھا بالکل قریب اس کی
آنکھوں میں جھانکتا ہوا ۔

تمہیں نکھرنا چاہئے ۔سنورنا چاہیے ۔

میرے لئے ،اپنے لئے ۔

میں جیسی ہوں ویسے ہی ٹھیک ہوں ۔

ٹھیک ہو مگر اس سے زیادہ بہتر ہونا
چاہئے تمہیں۔

میں تمہیں محبت سے سمجھاتا ہوں مگر
تم مجھے زبردستی پر مجبور کرتی ہو۔

وہ اس کے بالوں کو کان کے پیچھے
اڑستے ہوئے بولا تھا ۔

پری وش کی دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی تھیں ۔

وہ جب اس کے پاس آتا تھا پری کا حال عجیب سا ہوجاتا تھا ۔

دیکھیں آپ دور ہوکر بات کریں ۔

میں دور ہونے کے لئے تمہارے پاس نہیں آیا ہوں۔

مزید اس کے قریب ہوتا ہوا مخمور لہجے میں بولا تھا ۔

آپ ٹھیک نہیں کر رہے یہ۔

وہ منمنائی تھی۔

اگر بیوی کو قریب کرنا اور اسے محبت سے سنوارنا ٹھیک نہیں تو میں میں غلط ہی اچھا ہوں ۔

دیکھیں آپ ایسے جب کرتے تو مجھے بہت عجیب لگتے ہیں۔آپ دور ہوکر بھی بات کر سکتے۔

وہ گھبرائی ہوئی تھی۔

تو تم شرافت سے میری بات مان لیا کرو۔

بازل نے اسے دیکھ رہا تھا۔

گبھرائی ہوئی کانپتی ہوئی پلکیں اور گلابی ہونٹ جو دانتوں میں دبا رہی تھی۔

بازل نے بمشکل خود کو بہکنے سے روکا تھا۔

محبوبہ کی قربت میں بہکا ہوا مرد کتنا خوبصورت ہوتا ہوگا۔

مگر وہ بہکنا نہیں چاہتا۔

وہ اس کی بیوی تھی مگر برتاؤ ایسا کرتی تھی جیسے وہ اجنبی ہو۔

تو تم یہ نہیں پہنو گی؟

نہیں ۔

پھر مجھے تمہیں یہ زبردستی پہنانا پڑے گا۔

وہ شوخی سے اسے دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

آپ ایسا نہیں کر سکتے۔

ہم یہاں پہاڑوں میں اکیلے ہیں سو جان من میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔

آزما کر دیکھ لو۔

وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

پری وش کو لگا وہ واقعی بہت سنجیدہ تھا۔

اور اس کا کچھ پتا نہیں چلتا تھا ۔کچھ دنوں سے جیسے وہ پیش آرہا تھا وہ عجیب تھا ۔

ٹھیک ھے میں پہن لوں گی۔

پری نے وقتی طور پر ہتھیار ڈالنے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔

وہ پیچھے ہوا۔

شکریہ بیگم

پری کی جان میں جان آئی تھی۔

وہ اپنی قربت سے پری کو بھی ہلکان کرنے لگا تھا۔

اور پری اس کی بانہوں میں بہکنا نہیں چاہتی تھی۔

--ibn e abdulla romantic novels-*-*-*-**-**-**-**--

وہ جھجکتے ہوئے بازل کا دیا نائٹ ڈریس پہن کر روم میں آئی تھی _بازل نے موبائل استعمال کرتے ہوئے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور پھر وہ دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔

سنہرے بدن پر سرخ رنگ کی نائٹی غضب ڈھا رہی تھی۔

پری وش بازل کو یوں مبہوت ہوکر اپنی طرف دیکھتا پاکر شرم سے لال ہوگئی تھی۔

.وہ ویسٹرن طرز کی باریک نائٹی تھی جس سے پری وش کا خوبصورت بدن یوں جھانک رہا تھا جیسے چاند بادلوں میں سے گزر رہا ہو۔

بازل کو اسے دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے وہ خواب دیکھ رہا ہو۔

وہ سیدھا ہوکر بیٹھ چکا تھا اور پورے انہماک سے وہ خوبصورت منظر دیکھ رہا تھا

جو پری وش چھپانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

مگر وہ نائٹی ایسی تھی کہ پری لاکھ کوشش بھی کرتی وہ کچھ بھی چھپا نہیں پاتی۔

بازل اسے دیکھتے ہوئے کھوتا جا رہا تھا ۔

ایک جنون کی لہر تھی جو اس کے بدن میں سرایت کرنے لگی تھی۔

پری وش نے تیزی سے بلینکٹ میں گھسنے کی کوشش کی تھی جسے بازل نے پکڑ کر ناکام کر دیا تھا۔

بازل کے لئے وہ خوبصورت منظر تھا
راکاپوشی کو دیکھنے سے بھی زیادہ۔

کیا تم کچھ دیر یونہی میرے سامنے نہیں
بیٹھ سکتی؟

وہ سرگوشی میں بولا تھا۔

نہیں مجھے بلینکٹ دیں پلیز۔

بازل نے ہاتھ بڑھا کر اس کے شفاف
گالوں کو چھوا تھا۔

جو برف کی طرح نرم تھے۔

تم جانتی ہو میں نے تم سے شادی کیوں
کی؟

نہیں ۔کیوں کی؟

کیوں کے مجھے لگا تمہیں کسی ایسے کی ضرورت ہے جو تمہاری جنگ لڑ سکے۔

مگر اس فیصلے نے میرے اندر ایک ایسی جنگ چھیڑ دی ہے جو میں روز کبھی جیت جاتا تو کبھی ہار جاتا۔

وہ سرک کر اس کے دھڑکتے بدن کے قریب آیا تھا۔

کمرے میں آتش دان میں لکڑیاں جل رہی تھیں مگر بازل کو اپنے اندر ایک ایسی

آگ جلتی ہوئی محسوس ہوئی جو پری
وش کی قربت سے شاید بجھتی۔

ایسا کچھ نہیں ھے۔

وہ بلیکنٹ چھڑاتے ہوئے بولی تھی۔

ایسا ہی ہے۔

ہم کسی ایسے انسان سے نہیں بھاگ
سکتے جو ہمارے اندر یک دم سانس
لینے لگا ہو۔

میں چاہتا تم بدلو۔

ایسا نہیں کہ میں تمہاری فقط ہوس میں
مبتلا ہوں۔مجھے خیال آتا ہے کہ ہم دنوں
ایک جیسے اگر نہیں بھی ہیں تو کیا ہوا؟

ہم کوشش کر سکتے ہیں ایک جیسا
ہونے کی۔

میں جیسی ہوں ویسی ہی ٹھیک ہوں۔

وہ سر جھکائے بولی تھی ۔

میں تمہیں بدلنا اس لئے نہیں چاہتا کہ
جیسی تم ہو ویسی اچھی نہیں لگتی ہو۔

میں اس لئے بدلنا چاہتا ہوں تاکہ تم
زندگی کو مختلف نگاہ سے دیکھو اور
جی سکو۔

پری وش نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا
تھا۔

وہ خطرناک حد تک خوبصورت تھا۔

پری وش کو اندازہ ہوا کہ وہ اس خوف میں مبتلا ہے کہ کہیں بازل سے اسے محبت نہ ہوجائے۔

اس نے جس چیز سے محبت کی ہمیشہ چھین لی گئی تھی ۔

بازل نے شاید ڈر اس کی آنکھوں میں پڑھا تھا تبھی بولا۔

تمہیں اگر ڈر ہے کہ میں بدل سکتا یا وقت گزاری کر رہا تو بول سکتی۔

ہم اپنے دل کی الجھنیں مل کر سلجھا سکتے ہیں ۔

پری وش نے گہرا سانس لیا تھا

نفسیاتی ڈر اتنی آسانی سے نہیں جاتے ۔
ہر انسان کا کوئی فوبیا ہوتا ہے
کوئی بلندی سے ڈرتا ہے کوئی پانی
سے۔
پری وش محبت سے ڈرتی تھی۔
وہ بازل کو اس لئے نہیں دیکھنا چاہتی
کہ اسے بازل سے محبت نہ ہو جائے
اور بازل اسے اس لئے دیکھ رہا تھا
شاید اسے محبت ہوگئی تھی۔

وہ دونوں اپنی اپنی جگہ ایک ایسی جنگ لڑ رہے تھے جس میں کوئی ایک بھی ہارتا تو شکست دنوں کو ہوتی ۔

بازل نے اسے اپنے قریب کیا ہوا تھا۔

پری اپنی سوچوں میں گم اتنی تھی کہ اسے پتا نہیں چلا تھا۔

بازل پری وش کے بدن سے اٹھتی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے اپنا ضبط آزما رہا تھا

ورنہ اس کی چاہ تھی کہ پری کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں بسا لے۔

کمرے سے باہر تاریکی پھیل رہی تھی_اور کمرے کے اندر ذرا ذرا سی قربت_

شاید ان کی کہانی ابھی شروع ہو رہی تھی۔

کون جانے؟

-----***+**--*---ibn e Abdullah

romantic novels

وہ اسے نظریں ملا کر بات نہیں کر پا رہی تھی۔

وہ جس سے وہ بظاہر بے پرواہ نظر آنے کی کوشش کرتی تھی مگر حقیقت میں

وہ جانتی تھی اُس شخص سے اُسے محبت ہوگئی تھی_جب وہ سامنے ہوتا تھا تو وہ اس کی نظریں اس کے چہرے کو ڈھونڈتی تھیں اور جب وہ سامنے آتا تھا تو وہ اس کی نگاہوں سے دور بھاگنا چاہتی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ وہ اسے ایک بیس سال کی کم عقل لڑکی کی طرح ٹریٹ کرتا _وہ

اس کی چھوٹی چھوٹی ضدیں خاموشی سے پوری کرتا ھے پورے خاندان میں کے چرچے تھے وہ اس ego جس کی کی باتیں سن لیتا تھا_

اور وہ اس کے لئے اس حد تک چلا گیا تھا کہ اس سے شادی کر چکا تھا ۔

وہ جانتی تھی اس کی عنایتوں کی وجہ اس کی محبت نہیں تھی_اور اسی وجہ سے وپ بازل سے دور رہتی تھی

وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے ۔

وہ دیومالائی شہزادوں کی طرح وجیہہ شکل تھا اور وہ کنیزوں جیسی عام صورت۔

بھلا وہ اس سے محبت کر سکتا ہے؟ وہ شاید اس کی ہوس رکھتا تبھی وہ اس کے پاس آنا چاہتا تھا۔

وہ سارے تکلیف دہ سچ جانتی تھی مگر پھر بھی جب وہ اس کے سامنے آتا تھا اس کا دل بے اختیار ہوکر چلانے لگتا تھا کہ وہ اس کی محبت میں اوندھے منہ گر چکی ہے__وہ کب اس کی نسوں میں

خون کے ساتھ شامل ہوکر گردش کرنے لگا اسے پتا ہی نہیں چلا تھا۔

مگر وہ بازل کے سامنے ایسا کچھ ظاہر نہیں کرتی تھی

وہ اپنی انہی سوچوں میں تھی جب وہ آیا تھا۔

کیا ہوا

وہ دروازے میں کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا ۔

کیا کسی نے کچھ کہا ھے؟ تمہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں پڑی؟ اتنے دن

گزر گئے اور تم نے مجھے کسی چیز کا نہیں بولا

اپنے لئے اس کی تشویش پہلی بار اسے اچھی نہیں لگی تھی ۔

مجھے کچھ نہیں چاہیے ھے اور اب میں ہر چیز کے لئے آپ کو تنگ کرنے سے رہی میں ٹھیک ہوں۔

اس کے انداز سے وہ چونکا تھا۔

تمہیں کیا ہوا ہے لڑکی؟

___ اس نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا

مجھے تم ہوگئے ہو۔___وہ کہنا چاہتی تھی ۔

مجھے تم چاہیے ہو۔

مجھے کسی چیز کی نہیں بس تمہاری ضرورت ہے

اسے احساس نہیں ہوا کہ کب اس کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے۔

اور وہ اس کی آنکھوں کی نمی دیکھ کر ایک لمحے کو حیران ہوا تھا __اور پھر لپک کر اس کے پاس آیا۔

اوہ لڑکی کیا ہوا تمہیں یہ آنکھوں میں آنسو؟ کیا تمہیں کسی نے ہرٹ کیا ہے؟

وہ بے چین ہوا تھا۔

،اپنے لئے اس کی بے تحاشہ فکر
پریشانی، ہر ضد کو پورا کرنا، سب کام
چھوڑ کر اس کی ایک کال پر کہیں سے
بھی آجانا۔

وہ اس کا شوہر تھا اور وہ اس کی بیوی
مگر وہ چاہتی تھی وہ اس کی محبوبہ
ہوتی اور وہ اس کا محبوب ۔

وہ عجیب الجھن میں تھی۔

دیکھو میں کبھی بہک جاتا ہوں مگر اس
کا مطلب یہ نہیں کہ میں جان بوجھ کر
تمہیں ہرٹ کرنے کا سوچ رہا ہوتا ہوں

وہ نرمی سے کہتا ہوا اس کے پاس بیٹھا
تھا۔

وہ اسے دیکھنے لگی تھی۔

وہ مضبوط تھا_خود اعتماد تھا ۔بہادر
اور جی دار اور بہت زیادہ خوبصورت ۔

اور وہ۔

ایک ڈری ہوئی کبوتر بس۔

پتا نہیں اس نے کیا سوچ کر مجھے
اپنایا؟

ہمدردی کے لئے ۔؟

وہ کچھ نہیں بولی تھی۔

اسے خاموش پاکر وہ اس کے پاس ہوا تھا ۔

سب ۔ٹھیک ہوجائے گا

وہ اس کے کاندھے کو تھپک رہا تھا۔جیسے تسلی دے رہا ہو۔

مگر پری وش کا دل ان دنوں عجیب الجھنوں میں تھا۔

اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا

یہاں تک کہ اپنا آپ بھی نہیں

.

*****ibn e abdullah

romantic urdu novels

وہ جانتی تھی کہ اسے روٹھنا آنا تھا_اور وہ واحد انسان تھا جسے اسے منانا آتا تھا_اوس میں بھیگتے ٹیرس پر کھڑی وہ ہمیشہ کی طرح صرف اس کے بارے میں سوچ رہی تھی _چاہتے ہوئے نا چاہتے ہوئے___اس کی یاد سانس کی طرح تھی_دانستہ کبھی وہ یاد نہیں آیا تھا۔پتا نہیں وہ کیوں یاد آتا تھا ۔

شاید کبھی وہ اسے بھولی ہی نہیں
بازل کی گاڑی کی آواز سن کر وہ___
چونکی تھی وہ آج ہی یہاں ھنی مون
سے لوٹے تھے۔اور وہ اسے گھر ڈراپ
کر کے باہر چلا گیا تھا
گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے وہ اپنے_
ویسکوٹ کے بٹن کھولتا ہوا اتر رہا تھا۔
بلیک پینٹ کوٹ اور سفید شرٹ_گھڑی
_کو کلائی پر گھماتا ہوا_بے نیاز
پتا نہیں وہ اتنا بے نیاز کیسے ہو پاتا
تھا؟

یا شاید وہ دیوتا تھا_اور وہ اس کی
داسی بن چکی__بے نیازی اور ہے
_اعتنائی اس کی سرشت میں تھی

وہ اس کی نگاہوں کے سامنے چلتا ہوا
غائب ہوگیا تھا_اس نے کوفی کے مگ
کو دیکھا _کوفی ٹھنڈی ہوچکی_یہ کوئی
نئی بات بھی نہیں تھی_اسے ٹھنڈی
کوفی پینے کی عادت ہوگئی تھی _اور وہ
اس بات پر ہنستا تھا اکثر_وہ کیسے
بتاتی کہ یہ عادت بھی اُسے اس کی وجہ
_سے ملی تھی

وہ جانتی تھی وہ فریش ہوکر اگلے بیس منٹ میں کھانے کی میز پر ہوگا__ڈسلپن اسے پسند تھا _گھڑی کے ساتھ چلتا تھا __اور اسے ڈسپلن زہر لگتا تھا۔

وہ کبھی بھی لگی بندی روٹین کی زندگی گزارنے کے لئے رازی نہیں ہو پائی اسے تھرلنگ اور ہر لمحہ زندگی _انجوائے کرنا پسند تھا

کھانا لگ گیا ہے_ملازمہ نے آکر اسے اطلاع دی_بھوک نہیں مجھے _خادمہ کو اس نے چلتا کر دیا اور خود اس کا ویٹ

کرنے لگی_اتنوں دنوں میں وہ اتنا تو اسے جان گئی تھی وہ اس کا خیال رکھتا تھا۔

اور ہمیشہ کی طرح وہ سدا کا بے نیاز شخص اسے بلانے آیا تھا ۔

کیا ہوا لڑکی؟

شال کاندھوں پر ڈالے وہ اس کے لئے آگیا تھا ۔

مجھے بھوک نہیں ۔

وہ چپ چاپ اس کے ساتھ ٹیرس پر کھڑا ہوگیا_

کتنا عجیب انسان تھا وہ __بنا کچھ کہے
اسے سن لیتا تھا _دیوتا__وہ زیر لب
بڑبڑائی_کیا کہا؟ وہ چونکا

کچھ نہیں __ٹیرس کی شام کتنی
خوبصورت ہوتی؟

فیسینیٹنگ" ریلنگ پر جھکتے ہوئے"
وہ بولا تو وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی

شاید وہ بھی اس کے لمحے بھر کے
___لئے "فیسی نیٹ " کرتی تھا

چند دن سے وہ بدلا بدلا سا برتاؤ کر رہا
تھا۔اس کے زیادہ قریب بھی نہیں آتا۔

پری وش کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس سے کیا چاہتی تھی؟

پاس آنے پر وہ بدک جاتی تھی اور دور جانے پر وہ چڑ جاتی تھی۔

میں شاید واپس چلا جاؤں۔

پتا نہیں وہ بتا رہا تھا یا پوچھ رہا تھا؟

وہ کچھ نہیں بولی تھی۔بس اسے دیکھنے لگی تھی۔

کیا تمہیں اس سے فرق نہیں پڑے گا؟

وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

فرق تو پڑتا تھا بہت زیادہ مگر اسے سمجھ نہیں تھی کہ کیا کہے۔

وہ محبت اور ہمدردی کے درمیان تھی۔
یا شاید پری وش کو ایسا لگتا تھا کہ وہ
محبت نہیں کرتا تھا بس ہمدردی اور
ترس کھاتا تھا اس پر۔
وہ خاموشی سے اب دور کہیں دیکھ رہا
تھا ۔
ٹیرس پر شام اتر رہی تھی ۔
اور ایسی ہی شام شاید دنوں کی زندگی
پر اترنے لگی تھی ۔
خاموشی سے ۔آہستہ آہستہ سے۔

,اداسی کی

کوئی تو آخری حد ہو...!

کہ جس کے بعد,

ممکن نہ رہے کچھ اور غم سہنا...!

یا پھر یوں ہو کہ,

غم سہنے کی عادت اس طرح کچھ ہو,

کہ سہہ کر بھی,

نہ جنبش ابروؤں میں اور نہ ماتھے پہ بل آئے,

شکستہ , ٹوٹتے اعصاب پر طاری تھکن نہ ہو,

لبوں سے, بے ارادہ 'آہ' نہ نکلے , نہ دل ڈوبے,

کبھی ہلکی نمی رخسار پر, آنکھوں سے نہ اترے,

لبوں کو سی لیا جائے,

نمی کو پی لیا جائے,

چبھن میں اور تھکن میں,

خاموشی سے جی لیا جائے...

اداسی کی...کوئی تو آخری حد ہو...

---*-*----*--*--**--**

جنون قربت قسط 9 ۔

رائٹر ابن عبداللہ

Romantic urdu novel

محبت پر انسان کا اختیار نہیں ہوتا ہے_بازل نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ اسے محبت ہوجائے گی وہ بھی اس لڑکی سے جس سے اس کی ناچاہتے ہوئے شادی ہوئی تھی ۔

اور جس سے بچپن جوانی تک ایک رسمی سا تعلق تھا۔جو گھر میں ہوتی تو تھی مگر نہ ہونے کے برابر۔

وہ رات ہی واپس آئے تھے۔

پری وش تھکی ہوئی تھی سو بازل نے اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

ناشتے کی میز پر دادو اور طیبہ بیگم ہی تھے۔

تمہاری بیوی کدر ہے؟

طیبہ بیگم نے طنزیہ پوچھا تھا۔

سو رہی ہے وہ۔کل سارا دن سفر کیا ہم نے تو اس وجہ سے تھک گئی تھی میں نے کہا آرام کر لے۔

ایسی بھی کیا تھکن تھی ۔کون سا شہزادیوں جیسی زندگی گزاری ہے جو تھک گئی اتنے سے سفر سے۔

پہلے اگر شہزادیوں جیسی زندگی نہیں گزاری تو کیا ہوا اب اسے شہزادیوں جیسی زندگی دے دوں گا میں ۔

وہ اس گھر کی بہو ہے اب ہم اپنے شایان شان ہی اس سے برتاؤ کریں گے۔

ہونہہ بہو۔۔طیبہ بیگم ہنکارہ بھر کر ہی رہ گئیں تھیں۔

واہ میرے بیٹے۔تو نے تو سکندر کی یاد دلا دی وہ بھی ایسا ہی تھا_جسے اپنا لیتا تھا اسے کبھی مایوس نہیں کرتا تھا ۔دادو جو اتنی دیر سے خاموش تھیں خوشی سے جھوم اٹھی تھیں۔

خیر۔غضنفر کے بیٹے کی منگنی ہے اور احمد اور اس کی فیملی بھی آرہی ہے ۔

میں چاہتی ہوں تم انہیں لینے جاؤ۔

بازل کے ہاتھ رکے تھے۔

مگر میں کیوں جاؤں؟ کسی بھی ڈرائیور کو بھیج دیں پک کرنے۔

یہ تم اچھے سے جانتے ہو کہ تم کیوں جاؤ گے.

دیکھیں امی۔جو آپ نے سوچا تھا تب میں نے ہاں کر لی تھی مگر تب حالات کچھ اور تھے۔

اب میں شادی شدہ ہوں اور۔

میں کچھ نہیں جانتی تم انہیں لینے جاؤ گے اور بات ختم۔

طیبہ بیگم نے ناشتے کی میز سے اٹھتے ہوئے بولیں تو بازل کچھ کہتے کہتے رک سا گیا۔

دادو ان کا مسئلہ کیا ہے؟

میں لینے جاؤں ساتھ یقیناً تانیہ بھی ہوگی۔

کچھ نہیں میرے بچے کچھ وقت لگے گا تمہاری ماں کو پھر وہ حقیقت قبول کر لے گی۔

بازل سر ہلا کر رہ گیا تھا۔

احمد علی بازل کے ماموں تھے۔طیبہ بیگم بازل کا رشتہ ان کی بیٹی سے کرانا

چاہتی تھیں اور بازل نے اعتراض بھی نہیں کیا تھا تب۔

بات چیت چل ہی رہی تھی کہ بیچ میں وہ سب ہوگیا جو کسی نے سوچا تک نہیں تھا۔

اب وہ لوگ آرہے تھے ۔

****

بازل ناشتے کی میز سے اٹھ کر روم میں آیا تو پری وش ابھی تک سو رہی تھی۔

کتنی معصومیت تھی اس کے چہرے پر۔

بازل اس کے پاس بیٹھ کر دیکھنے لگا تھا۔

ایک شریر بالوں کی لٹ پری کو تنگ کر رہی تھی تو بازل نے ہاتھ بڑھا کر اسے پیچھے کرنا چاہا ۔ٹھیک اسی وقت پری کی آنکھ کھلی اور اس نے چیخ ماری۔

بازل بدک کر پیچھے ہوا تھا۔

کیا کر رہے تھے آپ؟

وہ غصے سے بولی تھی۔

کیا کروں گا میں؟ بازل نے خفگی سے اسے دیکھا تھا۔تم نے چیخ ایسے ماری جیسے پتا نہیں کیا ہوگیا ہے۔

ہاں تو دور ہٹیں آپ مجھ سے جلدی۔

اگر نا ہٹوں تو؟

بازل نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

ہاں تو۔۔تو ۔تو میں خود ہو جاؤں گی دور۔

وہ تو تم اب بھی ہو بہت دور مجھ سے_ضروری نہیں جسم کے فاصلے سے دوری ماپی جائے۔

پرے ہوں آپ۔

وہ اسے پیچھے کرتے ہوئے بیڈ سے اتری تھی۔بازل بھی اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوا دو قدم لیکر اس کی جانب آیا۔

کیا کر رہے ہیں آپ۔وہ پیچھے کو ہوئی تھی۔

بازل قدم بہ قدم اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور پیچھے ہٹتے پری وش کی دیوار نے راستہ روک لیا تھا ۔

وہ دیوار پر بازو رکھتے ہوئے اس پر جھکا تھا۔

پری وش نے آنکھیں بند کر لیں۔

بازل کو وہ معصوم کبوتری کی طرح لگی تھی جو ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لیتی ہے۔

پری وش کو اس کی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں اور اس کی پرفیوم کی مہک گویا پری وش کی سانسوں میں اتر رہی تھی۔

کافی دیر بعد پری نے آنکھیں کھولیں تو بازل کو گہری نگاہوں سے اپنے چہرے پر جھکا ہوا پایا۔

تمہیں مجھ سے ڈرنا نہیں چاہئے۔

اس کے بالوں کی شریر لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے وہ دھیمے سے بولا تھا۔

وہ کیا بتاتی کہ وہ ہر اس چیز سے ڈرتی
تھی جس چیز سے اسے لگتا کہ وہ
اسے ہسند ہے ۔
پری وش کی سانس اس کی قربت سے
کی آنچ سے تپنے لگی تھی۔
اسے لگا بازل اگر اس کے قریب یونہی
رہا تو وہ اس کی بانہوں میں ہی بے
ہوش ہوکر گر پڑے گی۔

دیکھیں، میں وہ آپ۔پری کے منہ سے
لفظ بھی گھبراہٹ سے ٹوٹ ٹوٹ کر نکل
رہے تھے۔

دیکھو میں کوئی غیر یا اجنبی نہیں جس سے تم یوں ڈر رہی ہوں۔تمہارا شوہر ہوں میں ۔

دیکھیں آپ دور ہوکر بات کریں پلیز۔

وہ منمنائی تھی ۔

بازل گہرا سانس لیکر پیچھے ہوا تو پری کی جان میں جان آئی تھی۔

آپ میرے قریب نہ آیا کریں۔

یہ تو ممکن نہیں۔تم میری بیوی ہو اور میں جتنا چاہوں اتنا قریب آسکتا۔

بازل نے "جتنا" پر زور دیا تھا

کیا مطلب ہے آپ کا ۔وہ سرخ پڑی تھی۔

مطلب بالکل واضح ہے ۔تم میری بیوی ہو اور سر سے پاؤں تک تم میری ملکیت ہو سو سمجھ جاؤ میں کس حد تک اور کیسے کیسے تمہارے قریب آ سکتا ہوں۔

بازل نے آنکھ ماری تھی۔۔

استغفراللہ ۔پری لال ہوگئی تھی ۔

اور بازل اس کے انداز سے بے اختیار قہقہ مار کر ہنسا تھا ۔

خیر جلدی سے تیار ہوجاؤ ہم باہر جا رہے ہیں۔منگنی ہو رہی ہے خاندان میں

تمہیں نئے ڈریسز اور شوز سینڈلز وغیرہ دلا دوں میں ۔

میں کہیں نہیں جا رہی ۔وہ تو دادو کے بار بار کہنے پر آپ کے ساتھ گھومنے چلی گئی تھی زیادہ فری مت ہوں میرے پاس سب کچھ ہے ۔

مجھے پتا ہے تمہارے پاس سب کچھ ہوگا۔

مگر میں نے کچھ اپنی پسند کا دلوانا تمہیں سو جلدی سے تیار ہوجاؤ ۔

ورنہ میں کچھ گستاخیاں بھی کر سکتا
ہوں۔
ٹھیک ہے ٹھیک ۔میں چلتی۔بس شاور
لے لوں
وہ دوبارہ پری کی جانب بڑھا تو پری
جلدی سے واش روم میں گھس گئی.
کہو تو میں بھی آجاؤں؟
بازل نے آواز لگائی تھی۔
اللہ معافی!
پری وش کی آواز بازل کے کانوں میں
پڑی تھی اور وہ ہنس پڑا تھا۔

****

تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟

وہ نیچے اترے ہی تھے کہ طیبہ بیگم نے پوچھا تھا۔

پری کو منگنی کے لئے شاپنگ کرانے لے جا رہا ہوں ۔

کبھی گھر میں بھی ٹک جاؤ۔اور میں نے تمہیں کیا بولاتھا تم نے احمد کی فیملی کو لینے جانا ہے۔

مجھے یاد ہے۔جب تک پری شاپنگ وغیرہ کرے گی تب تک ماموں کی فیملی

آجائے گی میں واپسی میں پک کر لوں گا
انہیں۔۔

بہترین بات یہ تو۔

دادو بولیں تو طیبہ بیگم منہ بنا کر رہ
گئیں۔

اچھا ہم چلتے ہیں اب۔۔۔

تو آپ انہیں لینے جا رہے ہیں؟ وہ گاڑی
میں بیٹھے تو پری نے پوچھا

ہاں کیوں نہیں آخر کو میرے ماموں ہیں۔

ہوں۔۔اور کیا شانزے بھی آرہی ہے ۔کچھ
دیر خاموش رہنے کے بعد پری نے
دوبارہ پوچھا تھا۔

بازل نے ایک نظر پری کے چہرے پر ڈالی اور پھر مسکرا دیا۔

ہاں ظاہر ہے وہ تو آئے گی ہی۔

آخر کو میری کزن ہے اور ویسے بھی جب سے آیا ہوں اس سے ملاقات نہیں ہو سکی۔

بازل کن آنکھیوں سے پری کو دیکھتا ہوا بول تھا۔

پری کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزرا تھا۔

بازل زیر لب مسکرا دیا۔

ظاہر ھے پری کو بھی معلوم تھا کہ ماضی میں بازل کا رشتہ شانزے سے طے ہونے والا تھا۔

کیوں کے تمہیں کوئی مسئلہ میرے انہیں لانے سے؟

میری بلا سے جو مرضی کریں آپ مجھے کیا۔۔پری تنک کر بولی تھی۔

اوہ اچھا۔بازل نے ہنکارہ بھرا اور میوزک لگا کر گاہے بگاہے پری پر نظر ڈالنے لگا۔جو کہیں سوچوں میں گم تھیں۔

ویسے وہ کتنے دن کے لئے آرہے ہیں۔

پری ایک بار پھر پوچھا تو بازل ہنس دیا تھا۔

میں نے کوئی جوک نہیں سنایا آپ کو۔۔وہ بازل کے ہنسنے پر بڑھکی تھی

ارے غصہ مت کرو ایسے ہی بس۔

بائی دا وے تمہیں اتنا تجسس کیوں ہو رہا ہے؟

مجھے کچھ نہیں ہو رہا ہے ایسے ہی زہن میں آیا تو پوچھ لیا بس۔

مجھے نہیں پتا وہ کتنے دن کے لئے آرہے ۔مگر میں ان سے کہوں گا شادی تک رک جائیں ۔

بازل نے پری کو دیکھتے ہوئے اسے مزید اسے تپایا تھا۔۔

اپ گاڑی سامنے دیکھ کر چلائیں ابھی۔

پری نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا تو بازل سامنے دیکھنے لگا۔

اسے پتا تھا وہ کیا سوچ رہی تھی۔بازل نے بھی سوچ لیا تھا کہ اسے مزید ایسے تنگ کرتا رہے گا۔

،*_*_**_*_*__*_____

جنون قربت قسط 10

رائٹر ابن عبداللہ

ایک بات یاد رکھنا تم زبردستی مسلط کی گئی ہوگی بازل ۔اور یہ شادی جن میں حالات میں ہوئی ہے اس سے زیادہ امیدیں مت لگانا یہ کبھی بھی ختم ہو سکتی ہے ۔

بازل گھر میں داخل ہوا ہی تھا جب شانزے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

وہ لاؤنج میں تھے سب شاید۔

خالہ آپ پتا نہیں کیسے مان گئیں اس شادی پر؟ آپ نے خود ہمارے گھر اکر ہمارا رشتہ مانگا تھا اور بات پکی کرنے کی بات کی تھی۔

میں بھی اس شادی پر راضی نہیں نہ کبھی ہوں گی۔

تم کیسی ڈھیٹ لڑکی ہو ابھی تک یہاں کھڑی ہو جاؤ بھئی گھر کے کام وام دیکھو۔

طیبہ بیگم بولیں تھیں۔بازل کا چہرہ سرخ ہوگیا تھا۔

وہ لاؤنج کے دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ پری دروازے سے نکلی تھی۔بازل نے اس کی کلائی پکڑ لی تھی۔

مجھے جانیں دیں۔وہ کلائی چھڑانے کی کوشش کرنے لگی مگر بازل اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے اسے واپس لاؤنج میں لے آیا تھا ۔شانزے اور طیبہ

بیگم اسے وہاں دیکھ کر ایک لمحے کو گھبرا ہی گئے تھے۔

تم کب آئے بیٹا؟

طیبہ بیگم نے پوچھا تھا ۔

مجھے آپ سے اس رویے کی امید نہیں تھی امی۔

اور تم؟،، وہ شانزے کی جانب مڑا تھا۔

How dare you?

تم میری بیوی سے اس لہجے میں اور ایسی بات کیسے کر سکتی ہو؟

میں تو وہ۔شانزے سے کوئی بات نہیں بن پائی تھی

جسٹ شپ اپ۔

یہ میری بیوی ہے اور جب تک میں زندہ ہوں یہی میری بیوی رہے گی۔آئندہ اگر میری بیوی سے اس طرح کسی نے بھی بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔

وہ دھاڑا تھا۔

پری وش نے کبھی بازل کو اتنے غصے میں نہیں تھا۔

بیٹے بچی ہے وہ منہ سے بات نکل ہی جاتی ہے ۔طیبہ بیگم نے اسے شانت کرنے کی کوشش کی تھی۔

اگر بچی ھے اور اسے یہ نہیں پتا کہ منہ سے کیا کہنا ہے تو بہتر ہے بند رکھے۔

اور آپ تو بڑی ہیں۔آپ ایسے کیسے بات کر سکتی ہیں؟ یہ میری بیوی ہے۔میں نے اس سے شادی کی ہے ناکہ اس نے مجھ سے زبردستی۔

میں بتا رہا ہوں اگر کسی نے میری بیوی کی انسلٹ کی یا اسے تکلیف دی تو اس کا مطلب اس نے بازل کو تکلیف دی ۔وہ غصے میں تھے بہت۔

بازل پلیز ۔چلیں۔

پری وش کو ڈر لگنے لگا تھا اس کے غصے سے۔

بازل نے پری کو دیکھا تھا ۔اس کی آنکھیں چھلکنے کو بے تاب تھیں۔

چلو اوپر کمرے میں ۔وہ پری کا ہاتھ ویسے ہی اس کی کلاٰی تھامے ہوئے باہر نکل آیا تھا۔

طیبہ بیگم کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا ۔انہیں امید نہیں تھی کہ ان کا بیٹا اس لڑکی کے لئے انہیں باتیں سنا سکتا ہے ۔

شانزے کا چہرہ بھی اپنی بے عزتی پر
لال ہو چکا تھا۔

یہ کیا تھا؟،

شانزے جیسے ہوش میں آئی تھی ۔

کوئی بات نہیں جوان خون ہے نئی نئی
شادی ہوئی ہے ۔فکر نہ کرو ہوگا وہی
جو میں سوچ رہی ہوں۔

طیبہ بیگم بولیں تھیں۔

میں یہاں اپنی بے عزتی کرانے نہیں آئی
ہوں۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

یہ کروڑوں کی بینک دولت و جائداد بازل کی ہے۔کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا پڑتا ہے۔

صبر اور عقل سے کام لو گی تو بہت کچھ مل جائے گا بازل بھی۔

طیبہ بیگم نے شانزے کو ٹھنڈا کیا تھا وہ ہونٹ چبا کر رہ گئی تھی۔

****

بازل پری کو لیکر اوپر آگیا تھا۔وہ صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔اور بمشکل

خود کو رونے سے روک رہی تھی۔اپنی عزتی کے احساس سے اس کی روح تک زخمی ہوئی تھی

میرے ساتھ ہی ہمیشہ کیوں ہوتا ہے؟ ماضی میں بھی سب کچھ برا ہوا اور اب بھی سب کچھ برا ہی ہو رہا۔وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

دیکھو پری مجھے معلوم ہے ماضی میں جو کچھ تم نے سہا وہ مشکل تھا۔

مگر تمہیں اپنے حال کو ماضی کی یادوں سے تکلیف دہ بنانا ضروری نہیں ہے۔

بازل اسے صوفے پر بیٹھا گھٹنوں کے بل اس کے ہاتھ تھامے نرمی سے بول رہا تھا ۔

پری وش کو پتا ہی نہیں چلا کب اس کے آنسو اس کے ضبط کو شکست دیکر بازل کی ہتھیلی پر گرے تھے۔

تمہیں اپنے وجود کو قیمتی سمجھنا چاہئے۔تمہیں یہ کیوں لگتا میں ترس کھا رہا تم پر ۔تم ترس کی حقدار تو نہیں ہو تم ہو ۔تمہیں ایسا نہیں warrior ایک سوچنا کہ دنیا تم پر ہنس رہی ہے ۔

ادھر دیکھو ۔پری وش کی تھوڑی کو
اوپر کرتے ہوئے وہ اس کی آنکھوں
میں جھانکتے ہوئے بولا۔
۔تمہیں پتا ہے زخموں پر کون ہنستا ہے؟
وہ جسے کبھی زخم ہی نہ لگے ہوں
کا مذاق کون اڑاتا scars تمہیں پتا ہے
ہے؟
وہ جس نے کبھی درد ہی نہ سہا ہو
جو کبھی لڑا ہی نہ ہو....
اور تم ایسوں سے شرماتی ہو
چھپاتی ہو scars ان سے اپنے

ان کے بے داغ ہونے پر تمہیں رشک آتا ہے.....

کیا ہوا جو زندگی نے تمہیں
تمہاری کوشش پر اور جیتنے پر
کچھ الگ قسم کی ٹرافیز سے نوازا ہے؟

...

کیا ہوتے ہیں؟ scars تمہیں پتا ہے
یہ نشان ہیں، ثبوت ہیں
ہو survivor اس بات کی دلیل کہ تم
تمہیں نقصان دینے والوں کے لیے

ایک سائن بورڈ

کہ ان جیسوں کے کئی وار

تم تمغوں کی صورت سجائے پھرتی ہو

.....یہ تمہارے تمغے ہی تو ہیں

تم اپنے لیے غازی ہو

کیونکہ تم نے اپنی جنگیں لڑی ہیں

....اور تم زندہ ہو

ایک غازی ایسے آرام پرستوں پر رشک نہیں کیا کرتا

پری کے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے تھے۔

وہ خاموشی سے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھا۔

کبھی شاید آنسو ہی ہوتے جو ہمارے اندر کی کیفیت کو بتا سکتے ہیں۔

بازل اب خاموشی سے اس کے ہاتھ کو تھپک رہا تھا

پری وش رونا نہیں چاہتی تھی۔کم از کم بازل کے سامنے تو نہیں۔ مگر آنسو اس کی بات ماننے کو راضی نہیں تھے۔

میں تم سے وعدہ کرتا ہوں ایسا کبھی نہیں ہوگا دوبارہ۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

سو اسے اکیلا چھوڑ دینا ہی مناسب تھا۔سو وہ باہر نکل آیا تھا ۔

اور اس کے قدم باہر نکلتے ہی پری کی آنکھوں کے سارے بندھ ٹوٹنے لگے تھے۔

Ibn e Abdullah romantic urdu novel

****

تو آپ نے کیا سوچا ہے اب؟

شانزے نے طیبہ بیگم سے پوچھا تو وہ بولیں۔

سوچنا کیا ہے؟

بازل ویسے بھی چلا جائے گا باہر پھر یہ لڑکی میں دیکھتی ہوں کتنی دیر ٹکتی ہے یہاں۔

لیکن انکل کا کیا ہوگا؟

وہ ابھی بزنس ٹور پر ہیں ان کو تو میں کسی نہ کسی نہ طرح سنبھال ہی لوں گی۔

مگر جیسے ابھی بازل نے پری وش کے لئے اسٹینڈ لیا ہے مجھے نہیں لگتا یہ اتنا آسان ہوگا ۔

شانزے فکر مند تھی۔

کچھ نہیں ہوگا فکر مت کرو۔نیا نیا عشق کا بھوت ہے کچھ دن میں اتر جائے گا اس سے۔

مجھے تو خود یقین نہیں تھا کہ اس لڑکی کے لئے بازل اتنا غصہ کرے گا۔

پتا نہیں کیا گھول کر پلایا ہے اس نے۔

مگر میرا نام بھی طیبہ بیگم ہے ۔میں اتنی آسانی سے اپنی شکست تسلیم نہیں کروں گی۔

شانزے نے سر ہلایا تھا۔

وہ شروع سے ہی بازل میں انٹرسٹڈ تھی اور جیسے ہی اس سے رشتے کی بات چلی اسے لگا تھا اب بازل بس اس کا ہے۔

مگر اچانک سب کچھ جیسے ختم ہوگیا ۔

طیبہ بیگم نے اسے بلایا تو وہ آ گئی تھی۔گو کہ بظاہر یہاں آنے کا مقصد

منگنی میں شرکت کرنا تھا مگر حقیقت
میں صرف ایک ہی مقصد تھا۔
بازل کو پانا۔
اور وہ اس کے لئے کسی بھی حد تک جا
سکتی تھی ۔
_*_*_**_**_**_******
_

جنون قربت قسط 11

رائٹر ابن عبداللہ

Urdu romantic novel

بازل کے بار بار کہنے پر اس نے منگنی کی فنکشن کے لئے مہندی تو لگا دی تھی مگر اس پر وہ خوش نہیں تھی۔

لیپ ٹاپ پر نگاہیں جمائے ہوئے بظاہر وہ مصروف دکھائی دے رہا تھا پر حقیقت میں اس کی ساری توجہ اسی پر تھی۔

ہاتھوں پر مہندی لگائے ہمیشہ کی طرح بے زار شکل بنائے ہوئے وہ سخت خفا دکھائی دے رہی تھی۔

بالوں کی ایک شریر لٹ بار بار اس کے ماتھے سے سرکتی ہوئی اس کے گالوں پر بوسہ دے رہی تھی ۔

آدھے بازوؤں تک مہندی لگے ہونے کی وجہ سے وہ اسے سر جھٹک کر ہٹاتی پر وہ بال پھر کچھ دیر بعد اس کے گالوں پر جھک جاتے تھے۔

وہ اپنی خدمت اسے پیش کر سکتا تھا پر جانتا تھا کہ اس نے آگے سے کیا جواب دینا ۔

اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور سگرٹ سلگایا۔

وہ جانتا تھا کہ سگرٹ اسے پسند نہیں
پر اس کی توجہ حاصل کرنے کے لئے
ہمیشہ ہی وہ طلب نہ ہونے کے باوجود
سگرٹ سلگا لیتا تھا۔

اس کے گھورنے پر سگریٹ اس نے
ایش ٹرے میں بجھایا۔

ہمیشہ وہ ایسا ہی کرتا تھا ۔

پر کبھی کبھی دوسروں کو چھوٹی
چھوٹی باتوں سے سمجھانا پڑتا ہے کہ
وہ ان کے لئے اہم ہیں ۔

میرے ہاتھ پر مہندی لگی ھے اس لئے
خود ہی اپنی نظریں مجھ سے ہٹا دیں۔

اس کے گھورنے پر وہ تپی تھی۔

وہ مسکرایا ۔

اور اٹھ کر اس کے پاس آن بیٹھا۔

زوجہ محترمہ میں آپ کو گھورنے کا حق رکھتا ہوں۔

جسٹ شٹ اپ اینڈ لیو می۔

وہ بدتمیز تھی بہت اور یہ بات وہ جانتا تھا۔

پر رشتوں کی پائداری برداشت کے بے غیر ممکن کہاں تھی۔

جھکتا وہی ہے جو رشتہ نبھاتا ھے۔

گردن میں بل آجائے گا میں بال پیچھے کر لیتا ہوں۔

وہ سامنے کیچر پڑا ھے اسے لگا دیں ۔

خلاف توقع اس کا جواب زہر بھرا نہیں تھا۔

اس نے نرمی سے اس کے بال پیچھے کئے اور پھر کیچر لگایا۔

کہو تو دو چوٹیاں بھی بنا لوں تم پر اچھی لگے گیں۔

وہ شرارت سے بولا۔

زیادہ فری مت ہوں اور وہ سامنے صوفے پر جاکر بیٹھیں شرافت سے۔

وہ اس کی بات پر ہنسا تھا۔

وہ اس سے بہت چھوٹی تھی پر بات یوں کرتی تھی جیسے وہ اس سے چھوٹا ہو۔۔

.

بازل سامنے صوفے پر جاکر بیٹھ گیا تھا مگر اس کی نگاہیں پری وش پر ہی تھیں۔

کیا مسئلہ ہے آپ کا؟ بازل کے یوں دیکھنے پر وہ بڑھکی تھی۔

نہیں میں بس سوچ رہا تھا کہ تم مجھ سے پہلے سے ہی نفرت کرتی ہو یا اب کرنے لگی ہو؟

میں بھلا آپ سے نفرت کیوں کروں گی؟

یعنی محبت کرتی ہو مجھ سے؟

میں نے ایسا کب کہا؟ وہ بازل کو گھور کر بولی تھی۔

چلو کسی دن محبت بھی کر ہی لو گی؟ وہ شرارت سے کہتا پھر اس کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا۔

ہونہہ محبت۔پرے ہٹیں آپ ۔

کیوں ہٹوں؟ جب میں نے سب کے سامنے تمہیں اپنایا تھا تب بولتی کہ تمہیں میں پسند نہیں ہوں تو میں شادی نہ کرتا۔

تو آپ اب اپنے فیصلے پر پچھتا رہے ہیں؟

میں ایسے فیصلے کبھی لیتا ہی نہیں جن پر مجھے پچھتانا پڑے۔

ویسے مجھے سمجھ نہیں آتی تمہیں مجھ سے آخر مسئلہ کیا ہے؟

بس آپ مجھے یونہی زہر لگتے ہیں۔

بازل نے اسے دیکھا تھا۔

زہر تو تم بھی مجھے لگتی کبھی کبھی دل کرتا تمہیں کھا مر ہی جاؤں۔

توبہ۔کیسے گھسے پٹے ڈائلاگ مار رہے ہیں آپ۔

تم کہو تو میں کچھ نیا ٹرائے کر سکتا ہوں۔

وہ ہنساتھا۔

مجھے ضرورت نہیں ہے۔

خیر میں تمہارے لئے ہیلز اور ساڑھی لایا ہوں تم وہ پہننا۔

ساڑھی کے ساتھ ہیلز کون پہنتا؟

چلو ساڑھی پہن لینا ساتھ جو بھی تمہیں پسند ہو ۔

ہرگز نہیں ۔میں ساڑھی نہیں پہنو گی۔

وہ گہرا سانس لیکر رہ گیا تھا ۔۔میں تھوڑی دیر تک واپس آجاؤں گا تم تیار ہوجائے ہم ساتھ چلیں گے۔وہ کھڑا ہوتا ہوا بولا تھا۔

وہ جواباً کچھ نہیں بولی تھی بس اسے جاتا ہوا دیکھنے لگی تھی۔

*******ibn e Abdullah

romantic urdu novel**-**

شانزے نے بازل کو سیڑھیاں اترتے دیکھا تو وہ رک گئی تھی۔

بازل مجھے کچھ شاپنگ کرنی ہے تم کیا مجھے مارکیٹ تک لیکر جا سکتے ہو؟

نہیں مجھے اور کام بہت ۔

روکھے سے انداز میں کہتا ہوا وہ باہر کی جانب بڑھا تھا ۔

سوری یار ۔غلطی ہوگئی اب معاف بھی کر دو تم۔

وہ اس کے پیچھے آئی تھی۔

معافی اس سے مانگو جس سے مانگنی ہے ۔

اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ وہ میری بیوی ہے۔

وہ سرد مہری سے کہتا ہوا گاڑی میں
بیٹھ کر نکل گیا تھا ۔

بیوی مائے فٹ۔

وہ سلگ کر رہ گئی تھی۔

آنٹی دیکھا آپ نے بازل کا رویہ مجھ
سے کیسا ہے ۔؟

کچھ وقت لگے گا اسے ٹھیک ہونے
میں۔

تم ایسا کرو پری وش سے دوستی کر لو۔

طیبہ بیگم بولیں تو شانزے کو مزید
غصہ آیا تھا۔

آپ یہ کیا بول رہی ہیں؟ میں اس سے
کبھی بات نہیں کروں گی۔

جذبات سے نہیں عقل سے کام لو۔

کبھی کبھی دشمن کو دوست بنا کر مارنا
پڑتا ہے اور تم یہی کرو گی۔

ادھر میرے پاس بیٹھو سمجھاتی تمہیں ۔

طیبہ بیگم نے شانزے کو پاس بٹھا کر
پلان بتانے لگیں تھیں۔

***ibn e abdullah

romantic novels *--**

اونچی ہیل اس نے کبھی پہنی نہیں تھی اس لئے وہ بمشکل چل پا رہی تھی۔

بازل کی ضد اور حکم تھا سو مرتی کیا نہ کرتی ۔۔وہ نہ پہنتی تو بازل اسے تنگ کرنا کا ارادہ رکھتا تھا ۔

سنگی فرش پر اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس کا پاؤں اچانک ہی لڑکھڑیا تھا۔

دھڑم سے گرنے ہی والی تھی بازل نے اسے تھاما۔

وہ تقریباً اس کی بانہوں میں جھول گئی تھی۔

اتنا قریب وہ اس کے کہاں آئی تھی ۔

بازل نے اس کے ماتھے پر پسینہ نمودار ہوتے دیکھا اور اس کی غلافی پلکوں کا ارتعاش۔

اس کا لمس اور خوشبو ۔

بازل نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا تھا ۔

ان کی شادی کے بعد یہ پہلا لمحہ تھا جو حادثاتاً انہیں قریب لے آیا تھا ۔

اور وہ تھی کہ اس کی آنکھیں کھل ہی نہیں رہی تھیں۔

ایسے ہی رہنا ھے تو میں چھوڑ دوں کیا؟

اس کی آواز سن کر وہ جیسے ہوش کی سرحد میں واپس لوٹی تھی۔

جج جی---وہ سیدھا ہوئی۔

جاکر ہیل بدل لیں۔

ایسے ہی اگر فنکشن میں لڑکھڑا گئیں تو منہ کے بل گریں گی ۔

رسمی ہی سہی پر بیوی ہیں آپ میری اور میں انسلٹ فیل کروں گا ۔

وہ خود بھی اس کی نظروں سے دور ہو جانا چاہتی تھی۔

بازل نے اسے دیکھا ۔

جھکی کانپتی ہوئی پلکیں، وہ دوپٹے کو مڑوڑ رہی تھی ہاتھوں میں ۔

پتا نہیں کیوں وہ ہولے سے ہنسا تھا۔

اس نے اپنی نگاہیں اٹھائیں وہ اسے ہی دیکھا رہا تھا ۔

بازل نے پہلی بار اسے اتنا نروس اور امبیرس ہوتے ہوا دیکھا تھا ۔

دو قدم چلتے ہی پری بیٹھ گئی تھی۔کیا ہوا ہے؟

میرا پاؤں لگتا ہے مڑ گیا ۔

بازل نے جلدی سے اس کی ٹانگ سیدھی کی تھی۔

ٹخنے کے پاس سرخی ہو رہی تھی ۔موچ شدید تھی شاید۔

بازل نے اسے سہارا دیکر اٹھایا تھا ۔

کیا تم چل سکتی ہو؟ پری وش نے کھڑا ہونے کی کوشش کی مگر پاؤں کی ٹیس اتنی شدید اٹھی کہ کے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔

میں تمہیں اٹھا کر گاڑی تک لے جاتا ۔ہم ڈاکٹر کے پاس چلیں گے۔

اس سے پہلے کہ وہ انکار کرتی بازل نے پری وش کو معصوم گڑیا کی طرح اپنی بانہوں میں اٹھ لیا تھا۔

سیڑھیاں اتر کر وہ جیسے نیچے اتر شانزےسامنے تھی۔

پری وش کو بازل کی بانہوں میں دیکھ کر تو اس کے تن بدن میں آگ سے لگ گئی تھی۔وہ منگنی کے فنکشن میں ان کے ساتھ جانا چاہتی تھی ۔

بازل اسے نظر انداز کرتا ہوا تیزی سے پری کو اٹھائے ہوئے باہر گاڑی کی طرف چلا گیا تھا۔

چھوڑوں گی تو میں نہیں۔بازل میرا ہے بس۔

وہ زیر لب کہتی ہوئی طیبہ بیگم کے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

-*-*-*--*-*-*-*--*--*-**-**-

جنون قربت قسط 12

بازل لائبریری میں داخل ہوا تو اسے بک شیلف کے کنارے دادا جان کی

قیمتی چئیر پر کھڑے ہوکر اوپر سے کتابیں ڈھونڈتے دیکھ کر چونکا

پھر خاموشی سے اس کے پیچھے جاکھڑا ہوا ۔وہ کتاب کو ہاتھ میں پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی پر کتاب اس سے کافی اونچی تھی۔

کیا کر رہی ہو۔۔۔؟؟

اس کے اچانک پوچھنے پر اس نے چیخ ماری اور دوسرے ہی لمحے وہ نیچے آرہی تھی۔

بازل نے غیر ارادی طور پر اسے تھاما۔

ایک لمحے کے لئے پری کو سمجھ ہی
نہیں آیا کہ کیا ہوا پر دوسرے ہی
لمحے وہ اسی جلالی موڈ میں آئی جس
میں رہتی تھی۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے
چھونے کی شرم نہیں آتی ایسے
کرتے ہوئے ۔

میں تو...بازل نے کہنا چاہا پر وہ کہاں
سنتی تھی ۔

میں میں...کیا؟ ...بکری طرح منمانے
کی ضرورت نہیں ہے سمجھے آپ ۔
..زرا بھی سوبر یا ڈیسنٹ نہیں ہیں

آپ۔۔غضب خدا کا ایسا بھی کوئی کرتا ہے ۔۔مطلب لڑکی دیکھی نہیں اور۔۔۔

بازل نے یک دم اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔ اور اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے نرمی سے بولا۔

میرے خیال میں تم یہ باتیں نیچے اتر کر بھی کر سکتی ہو۔

پری وش کو اپنی حماقت کا احساس ہوا وہ ابھی تک اس کی بانہوں میں جھول رہی تھی۔۔

.

وہ جلدی سے اس کی بانہوں سے اتری تھی۔

آپ مجھے چھونے کی کوشش مت کیا کریں۔

میں کوشش نہیں کرتا ۔جب کی تو تمہیں پتا چل جائے گا۔وہ جیسے کچھ جتا رہا تھا ۔

ہونہہ

وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تو بازل نے گہرا سانس ۔

محترمہ کو بتانا پڑے گا کہ میں کیا چیز ہوں۔

وہ زیر لب بولا تھا ۔

******__*******__*_*_

**__*_______

بازل نے یک دم ہی اسے اپنی طرف کھینچ کر بانہوں میں قید کر لیا تھا۔

کیا کر رہے ہیں آپ؟ وہ حسب توقع بڑھک اٹھی تھی

مگر بازل کا ارادہ کچھ اور تھا ۔اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے وہ بولا۔

مجھے کچھ جاننا ہے اگر تم جواب دو گی تو میں چھوڑ دوں گا۔

پوچھیں جلدی۔

کیا تمہیں محبت سے ڈر لگتا ہے؟
بازل پری وش کو بانہوں میں سمیٹتے ہوئے سرگوشی سے بولا۔
مجھے ہر چیز سے ڈر لگتا ہے ۔
وہ اس کی بانہوں سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی تھی ۔
مجھ سے بھی؟
بازل نے بانہوں کا گھیرا تنگ کرتے ہوئے اس کی بانہوں میں مزید جکڑتے ہوئے پوچھا۔

ہر اس سے چیز سے جو بدل سکتی۔

پری وش نے کہا ۔

بازل نے جواب میں اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کر لیا تھا ۔

پری وش کی سانسیں گویا آگ کی طرح دھک رہی تھی ۔

پھر تمہیں دنیا میں نفرت پر یقین کرنا چاہیے بس۔

اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے آزاد کرتے ہوئے بازل ہلکا سا مسکرایا تھا

۔

پری کا دل بازل کی قربت سے دھک دھک کر رہا تھا_

بازل جیسا مرد کسی بھی عورت کو پاگل کر سکتا ۔

پری اس کے بازؤں میں نڈھال ہوچکی تھی ۔

وہ بہکنا نہیں چاہتی تھی، مگر بازل کی پیش قدمی سے اسے محسوس ہو رہا تھا وہ مدہوشی میں جانے لگی وہ ہوش میں رہنا چاہتی تھی۔

وہ جانتی تھی ایک بار وہ اس کے سامنے نڈھال ہوکر گر پڑی تو وہ اٹھ نہیں پائے گی۔

آپ، مجھے چھوڑ----

پری کا جملہ آدھا رہ گیا تھا ۔

بازل نے ایک بار پھر اس کے لبوں پر اپنے لبوں کا تالا لگا دیا تھا ۔

پری کا جسم آگ کے الاؤ میں بدل چکا تھا۔

بازل کے گستاخ ہاتھ اس کے بدن پر
سانپوں کی طرح رینگ رہے تھے۔
آج میں نہیں رکوں گا۔
بازل نے اس کانوں میں مخمور سی
سرگوشی کی تھی --
پری کی الفاظ ختم ہوچکے تھے۔
بازل نے اس کی شرٹ بٹن کھولے
تھے۔
یہ ایسا تھا جیسے وہ کسی اور دنیا کو
دریافت کر رہا ہو۔
ہر بٹن کے ساتھ سنہری بدن کا سورج
تپتا ہوا اسے جلا رہا تھا ۔

کسی نے کیا خوب کہا تھا۔

اپنی من پسند عورت کی قربت کے بنا
مرجانا غربت ھے

شرٹ کب اتری پری کو پتا نہیں چلا۔

اس کی سڈول سینے پر اب محض
بلیک کلر کی برا رہ گئی تھی ۔

بازل نے جب سینے کی لکیروں کے
درمیان اپنے ہونٹ رکھے تو ایسا
محسوس جیسے پری کے سر سے
پاؤں تک بجلی کی لہر سی گری ہو۔

ایسے خوبرو مرد کی قربت کی اور طوفانی پیش قدمی کے سامنے وہ ٹک نہیں پا رہی تھی۔

بازل بھیڑیا بن چکا تھا۔

وہ اپنے نوکیلے دانتوں سے اس کی گردن کو نوچ رہا تھا ۔

کمرے میں پری کی موہوم سسکیاں گونج رہی تھیں۔

اور یہ سسکیاں ایسا مدہوش میوزک تھیں جو بازل کی شدت بھری آگ کو ہوا دے رہی تھیں۔

دنیا کی ساری نرمیاں عورت کے سینے
کے آگے کچھ نہیں ہوتی ہیں۔

پری اسے روک رہی تھی۔

مگر اسے لگ رہا تھا اس کی اندر کی
شیرنی جاگ رہی ھے۔

وہ ضبط کر رہی تھی۔

ورنہ وہ چاہ رہی تھی کہ اپنے ناخنوں
سے بازل کو نوچ ڈالے اور اپنے
دانتوں سے اس کے فراخ سینے کو
کھا جائے۔

قربت کی آگ ان دنوں کو جلانے کے
لئے بھڑک چکی تھی۔

وہ جلنا نہیں چاہتی تھی اور بازل جل کر خاکستر ہونے کو بے تاب ہو رہا تھا ۔

******

جنون قربت قسط 13

ابن عبداللہ

Romantic urdu novel

مجھے آپ سے ایسی امید نہیں تھی کہ
آپ مجھ سے زبردستی کریں گے۔

میں تمہارا شوہر ہوں اور تم اگر اپنا
رویہ نہیں بدلو گی تو میں کچھ بھی کر
سکتا ہوں۔

بازل نے کاندھے اچکائے تھے۔

ایسے آپ میرا جسم تو حاصل کر
سکتے ہیں مگر میرا دل نہیں ۔

وہ جانے کے لئے مڑی تھی کہ بازل
نے اس پیچھے سے اس کی کمر میں
ہاتھ ڈال کر اسے اپنی جانب گھمایا تھا۔

یہ کیا بدتمیزی ہے۔

تمہارے لئے بدتمیزی ہوگی میرے لئے
تو یہ محبت جتانا ہے۔

وہ پری کے بدن کے زاویوں سے
الجھتا ہوا اس کے کان میں بولا تھا۔

اسے محبت نہیں کہتے ہیں بلکہ۔

ششں۔بازل نے اس کے لبوں پر لب
رکھے تھے۔

پری کا بدن گویا سمٹ کر اس کے لبوں
پر آن ٹھہرا تھا۔

پری وش نے خود کو چھڑانے کی
کوشش کی تھی مگر بازل کی گرفت
مضبوط تھی۔

تم میری بیوی ہو چاہے آج مان لو یا کل یا جب دل کرے۔مگر تمہیں یہ ماننا ہی ہوگا۔

وہ اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے آزاد کرتا ہوا آئنہ کے سامنے کھڑا ہوکر بال سیٹ کرنے لگا تھا۔

آپ انتہائی واہیات ،اور چیپ حرکتیں کر رہیں یہ ۔

پری وش نے سرخ ہوتے ہوئے کہا تھا

.

تمہیں اب عادت ڈال لینی چاہئے۔وہ آئنے میں اسے دیکھتے ہوئے بولا تھا

.

میں بتا رہی ہوں آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہے میرے ساتھ

جب کہ مجھے لگتا ہے میں سب کچھ ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

وہ بال سیٹ کر کے اس جانب مڑا تھا۔

بائے دا وے۔کیسا لگ رہا ہوں میں؟،

زہر۔ وہ تپ کر بولی تھی ۔

وہ ہنسا تھا ۔

کوئی بات نہیں ۔تم تو مجھے پھر بھی شہد لگتی ہو۔

وہ اس کی جانب بڑھتا ہوا بولا ۔

پری وش اس کے ارادے بھانپ کر جلدی سے دروازے کی طرف دوڑی تھی۔

کب تک بھاگو گی مجھ سے آنا تو آخر تم نے میری بانہوں میں ہی ہے۔

بھاڑ میں جاؤ تم

پری وش دروازے سے نکلتے ہوئے بولی تو بازل مسکرا دیا تھا ۔

****

شانزے کے لئے پری وش اور بازل کو ایک ساتھ دیکھنا کسی آزمائش سے کم نہیں تھا۔

وہ جب بھی ان کو ایک ساتھ دیکھتی تھی اس کے سینے پر سانپ لوٹنے لگتے تھے۔

حسد اور جلن سے اس کا براحال ہوجاتا تھا۔

طیبہ بیگم اسے سمجھا چکیں تھیں سب مگر وہ صبر سے کام لینا نہیں

جانتی تھی ۔وہ ہر قیمت پر جلد از جلد بازل کو اپنا بنانا چاہتی تھی۔

وہ گاڑی میں بیٹھی اپنے کالج کے ایک دوست سے ملنے جا رہی تھی ۔

جس کا جرائم پیشہ لوگوں سے گہرا تعلق تھا۔

شانزے نے سوچ لیا تھا کہ وہ ہر صورت میں پری وش کو اپنے راستے سے ہٹائے گی۔

چاہے اس کے لئے پری وش کو جان سے بھی نہ مارنا پڑے وہ کر گزرے گی ۔

وہ جانتی تھی کہ اس کی مدد اس کا
وہی دوست کر سکتا تھا ۔

کافی سوچنے کے بعد وہ اب اس سے
ملنے جا رہی تھی ۔

اسے یقین تھا کہ اس کا کام ہوجائے گا
اور پری وش سے بازل کی جان
چھوٹ جائے گی۔

****

پری وش اپنے لئے چائے بنا رہی تھی
جب طیبہ بیگم کچن میں آئیں۔

تو مہارانی صاحبہ کو یاد آگیا کہ اس
گھر میں کچن بھی ہے ۔
کیا آپ چائے لیں گی آنٹی؟
پری نے ان کی بات کو نظر انداز کرتے
ہوئے پوچھا تھا۔

مجھے تمہارے ہاتھ سے کچھ نہیں لینا۔
تم نے اپنی اداؤں سے میرے بیٹے پر
جادو کر دیا ہے ۔مگر ایک بات یاد
رکھنا یہ ہمیشہ نہیں رہے گا۔

میں نے کوئی جادو نہیں کیا ہے۔

آپ کےبیٹے نے یہ شادی اپنی مرضی
سے کی ہے۔
مجھے قصوار مت ٹھہرائیں۔
نہ مجھے بازل پسند نہ یہاں رہنا۔مگر
میں کیا کروں میری مجبوری ہے کہ
میں کچھ نہیں کر سکتی۔
پری تیز بولتی ہوئی وہاں سے چلی
گئی تھی ۔
طیبہ بیگم نے سر جھٹکا۔
دیکھ لوں گی میں ۔تم رہنا بھی چاہو گی
مگر رہ نہیں سکو گی یہاں

****

میں بزنس کی ایک ڈیل کرنے دوبئی جا رہا ہوں کچھ دن میں واپس آجاؤں گا۔

پری وش کو بتاتے ہوئے اس نے اپنا سوٹ کیس نکالا تھا ۔

تو میں کیا کروں؟

کچھ نہیں بس اتنا کہ میرے آنے تک اپنا خیال رکھنا اور کوشش کرنا زیادہ

وقت دادو کے ساتھ ان کے روم میں گزارو۔

پری وش کچھ نہیں بولی تھی بس اسے کپڑے رکھتا دیکھنے لگی تھی ۔

کپڑے رکھ کر وہ اس کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

اور کچھ نہیں تو الوداع ہی کہہ دو اچھے سے۔

مجھے الوداع کہنا پسند نہیں۔

مگر کبھی نہ کبھی تو کہنا پڑتا ہی ہے۔

وہ اس کے قریب ہوتا ہوا بولا تو وہ پیچھے کو ہوئی تھی ۔

بازل کھڑا ہوا اور ایک نظر اس پر ڈالی۔

اپنا خیال رکھنا

وہ باہر نکل آیا تھا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے دیکھا تھا کہ پری وش ٹیرس پر کھڑی اسے ہی جاتا دیکھ رہی تھی ۔

وہ گاڑی سٹارٹ کر کے آہستہ سے چلاتا ہوا باہر نکل آیا تھا ۔

سائڈ مرر سے پری وش کا عکس غائب ہوگیا تو اس نے گہرا سانس لیا تھا۔

کبھی کبھی شاید دوری ہی ہوتی جو ہمیں سکھاتی ہے کہ قربت کتنی اہم ہوتی ہے۔

*_*___*_____**_____

جنون قربت قسط 14

رائٹر ابن عبداللہ

Urdu romantic novel

بازل کی گاڑی بنگلے سے باہر نکلی تو پری نے گہرا سانس لیا۔

وہ جن حالات سے گزر رہی تھی وہ اس کی مرضی کے ہرگز نہیں تھے۔

بازل کی پیش بڑھتی ہوئی پیش قدمی اسے حیرانگی میں مبتلا بھی کر رہی تھی اور ڈرا بھی رہی تھی ۔

بلا شبہ بازل خوبرو مرد تھا جو کسی بھی لڑکی کو اپنی طرف مائل کرنے کا حسن رکھتا تھا۔

ایسا بھی نہیں تھا کہ بازل کی موجودگی اسے اب پسند نہیں تھی۔

کمرے میں اکر بیٹھی وہ اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

بازل کی پرفیوم کی مہک ابھی تک کمرے میں موجود بازل کا پتا دے رہی تھی ۔

پری نے گہرا سانس لیا اور اپنا دھیان ہٹانے کے لئے ٹی وی آن کر لیا۔

مگر یہ کوشش بے سود رہی۔

گزشتہ رات کی بازل کی گستاخیوں کا اثر اب تک پری کے حواس پر چھایا ہوا تھا۔

بازل کا لمس، اس کے لبوں کے گرم بوسے پری کو محسوس ہوا جیسے اس کی غیر موجودگی میں پری کے بدن پر سلگنے لگے تھے۔

اس نے ایک جھری سے لی تھی ۔

کیا ہوگیا ھے یار مجھے۔

میں کیوں خوامخواہ اسے سوچے جا
رہی ہوں
پری نے خود کو ٹوکا تھا۔
مگر وہ تو گویا جانے کے بعد بھی وہیں
موجود تھا۔

پری نے سر جھٹکا اور شاور لینے چلی
آئی شاید پانی اس کے بدن پر جلتے بازل
کے دیوانہ وار بوسوں کی تپش کو ٹھنڈا
کر سکیں۔

بے لباسی کے بعد وہ کہی دیر خود کو
دیوار پر لگے بڑے آئنے میں گھورتی
رہی تھی۔

وہ حسین تھا اور بدن تو گویا قیامت تھا،
زرخیز اور بھرپور،

شاور کے نیچےکھڑی وہ آنکھیں بند کر
کے بھیگتی رہی تھی مگر اسے
محسوس ہوا تھا جیسے وہ بازل کی
یادوں میں بھیگ رہی ہے۔

شاور لیکر وہ ٹاول باندھے روم میں
آگئی تھی ۔
اچانک اس کے موبائل کی بیل بجی تھی۔

پری نے موبائل اٹھایا۔
بازل کا میسج تھا۔

میں تمہیں یاد کروں گا

وہ بے اختیار مسکرا دی اور جواب
لکھا۔

نہ کریں مجھے یاد

سانسوں اور یادوں پر اختیار کہاں ہوتا

جواب فوراً ہی ملا تھا۔

وہ موبائل کو دیکھنے لگی تھی
دوبارہ سکرین پر میسج دوبارہ

کیا کر رہی؟

شاور لیا

جلدی میں ٹائپ کر کے سنڈ کرنے کے بعد پری کو احساس اسے یہ تو نہیں بتانا چاہئے تھا۔

سکرین دوبارہ روشن ہوئی

اکیلے اکیلے؟

کہو تو کمپنی دینے آجاؤں تمہیں؟ پانی بچانا بھی تو ضروری ہے۔

جاکر اپنا کام کریں جس کے لئے مجھے چھوڑ کر جا رہے۔

وہ سنڈ کر کے پھر پچھتائی تھی ۔اب تو اسے پکا لگے کہ میں اسے یاد کر رہی۔

تمہیں چھوڑ کر نہیں جا رہا میں کہیں

کہو تو ساتھ چلے چلتے ہیں۔اس بہانے مزید قربت اور تنہائی بھی مل جائے گی۔

وہ شوخی میں تھا۔

پری وش نے تصور میں بازل کا چہرہ دیکھا تھا۔

پری نے جواب نہیں دیا تھا۔

میں جلدی لوٹوں گا۔

اس کا میسج آیا تھا ۔

پری نے موبائل رکھ لیا اور کپڑے پہننے لگی۔

وہ اتنے دونوں سے والدین کی قبروں پر نہیں جا سکی تھی ۔

کپڑے پہن کر وہ نیچے آئی

میری شہزادی ۔دادو نے اس کے ماتھے کو چوما تھا۔

دادو میں امی ابو کے قبر پر جا رہی ہوں۔

جاؤ میری بچی

باہر گاڑی اور ڈرائیور موجود ہے انہیں بتا دو

گاڑی پر میں کہیں جا رہی ہوں۔

طیبہ بیگم جھٹ سے بولیں تھیں

کوئی بات نہیں میں رکشے پر چلی جاؤں گی دادو۔

پری وش جلدی سے بولی تھی ۔

دادو جو اپنی بہو کے لتے لینے ہی لگیں تھی پری کی بات سن کر خاموش ہوگئی۔

وہ دادو سے ملکر کوٹھی سے باہر آگئی اور رکشے کا انتظار کرنے لگی

****

تو میرا یہ کام ہوجائے گا؟

شانزے نے ایک لاکھ پکڑاتے ہوئے زین سے پوچھا۔

بالکل ہوجائے گا۔

میرا ایک جاننے والا ہے وہ اتنے پیسوں میں کچھ بھی کر لے گا۔

پھر ٹھیک ھے تمہیں بھی کمیشن مل جائے گا۔

اب میں چلتی ہوں۔

شانزے سے پرس کاندھے سے لگایا تھا۔

ارے اتنی جلدی کیا ہے۔

یونیورسٹی کے بعد تم تو ایسے شہر چھوڑ کر بھاگی ہو کہ پھر نظر تک نہیں آئی۔

زین نے اسے روکا تھا۔

مجھے واپس جانا ہے جلدی میں تمہیں بتا دوں گی کہ کب موقع ھے تم بندے کو تیار رکھنا۔

وہ تیار ہے ۔

ویسے میرے پاس امپورٹڈ مال آیا ہوا آج، کچھ کش تو بنتے ہیں۔

شانزے اس کے ہاتھ میں پیکٹ دیکھا۔

یہاں ہی؟ وہ رک گئی تھی

نہیں فلیٹ پر۔

چلو پھر میں نے واپس پہنچنا ھے جلدی
۔

ہاسٹل کے بعد شانزے کو بھی نشہ نہیں
ملا تھا سو وہ مان گئی تھی ۔وہ کہی بار
فلیٹ پر جا چکی تھی اپنی فرینڈ کے۔

زین نے بل پے کیا تو وہ ریسٹورنٹ سے
باہر نکل آئے تھے ۔زین نے ٹینا کو
میسج کر دیا تھا کہ وہ آرہے ۔

****

بازل کی فلائٹ ڈی لے ہو چکی تھی وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے ائرپورٹ پر بے زار بیٹھا ہوا تھا۔

گھنٹے بعد ہی فلائٹ ملتی اسے۔

ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ کیا کرے کہ موبائل پر میسج موصول ہوا۔

اس کی میٹنگ کینسل ہو چکی تھی ۔

یہ کیا بدتمیزی ہے ۔وہ بڑھکا تھا۔

دوسری پارٹی کی کوئی ایمرجنسی ہوگئی تھی ۔

وہ بیگ لیکر باہر نکل آیا اور ڈرائیور کو کال کرنے لگا تاکہ وہ اسے واپس لے جائے۔

****

جب زین اور شانزے فلیٹ پر پہنچے تو ٹینا ان کا ہی ویٹ کر رہی تھی

ارے بے وفا عورت آخر تم مل ہی گئی۔
وہ شانزے کے گلے لگی تھی ۔
بس آگئی یار بزی ہی بہت۔
میرے لئے نہیں اپنی طلب میں ہوئی تم۔

ٹینا نے آنکھ ماری تو شانزے ہنسی تھی
۔
زین سیگرٹ بنا چکا تھا۔
تینوں نے ایک ساتھ سیگریٹ سلگایا
اور کش لینے لگے ۔
واہ یار کمال ھے یہ تو۔
ٹینا نے دھواں ہوا میں چھوڑتے ہوئے
کہا تو زین نے اسے گود میں بٹھا لیا اور
کش لیکر اس کے منہ پر چھوڑنے لگا۔
تم لوگ اتنی جلدی شروع ہوگئے۔
شانزے نے انہیں ٹوکا

شباب کا نشہ بھی تو ہو زین نے آنکھ ماری تھی۔

شانزے کے بھی نشہ چڑھنے لگا تھا

ان تینوں کا گروپ تھا وہ ہاسٹل کے دونوں میں خوب موج مستی کرتے تھے۔

شانزے بھی اٹھ کر زین کے قریب آبیٹھی تھی۔

ٹینا کے لبوں کو لبوں سے ملاتا ہوا زین کا ہاتھ ساتھ شانزے کے پیٹ سے نیچے سرک رہا تھا

فلیٹ میں دھواں ہی دھواں پھیلنے لگے تھے۔

--*-*--*--*--**--**--**--*

جنون قربت قسط 15

رائٹر ابن عبداللہ

Romantic urdu novel

اب میں چلتی ہوں یار کافی دیر ہوگئی ہے مجھے ۔سب سوال پوچھیں گے۔

شرٹ پہنتے ہوئے شانزے نے کہا تو ٹینا بولی۔

کہاں ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے۔

وہ آنکھ مار کر ہنسی تھی ۔

نہیں یار زین تک میرا کام تھا کچھ اس وجہ سے ملنے آئی ہوں۔

کیا کام تھا؟

ٹینا چونکی۔

تمہیں میں نے بتایا تھا میرا ایک کزن کروڑ پتی لڑکا ہے بس اس کے چکر۔ میں ہوں۔

اوہ ہاں۔

تمہاری تو اس سے منگنی ہونے والی تھی لاسٹ ٹائم تم سے جب بات ہوئی تھی تب تم نے بتایا تھا۔

ہوتے ہوتے رہ گئی بس۔

کیا ہوا؟

زین سے پوچھ لینا تم۔

وہ کھڑی ہوئی تھی ۔

ٹینا بھی اس کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔

میں بتا دوں گا سب۔زین بولا تو ٹینا نے سر ہلایا۔

چلو تمہیں دروازے تک چھوڑ دوں میں
۔

کپڑے تو پہن لو پہلے۔
شانزے نے ٹینا کو ٹوکا تھا۔
ارے آج دعوت ہے اس کی تو کیا تکلف
کرنا۔

ٹینا نے آنکھ ماری تو شانزے بولی۔
چلو انجوائے کرو۔
اور ہاں زین میرا کام ہوجانا چاہئے تھا۔
ڈونٹ وری۔

میں نے ڈیٹیلز بندے کو فاروڈ کر دی ہیں اب تک تو وہ کام پر لگ بھی گیا ہوگا۔

بس اس کی پیمنٹ تیار رکھنا۔

میرا کام ہوگیا تو سمجھو تم سب مالا مال ہوگئے۔اس کو پیسے مل جائیں گے۔

اور ہاں میری پیمنٹ تو تمہیں پتا ہی ھے ۔وہ یہاں ہی لوں گا میں ۔

زین نے دانت نکالے تھے۔

ہاں مجھے پتا ھے ابھی تم ٹینا کے ساتھ گزارہ کرو ۔

یہ تو اپنی جانم ہے۔زین نے ٹینا کے جسم پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو شانزے نے سر ہلایا۔

اور انہیں گڈ بائے بول کر فلیٹ سے باہر نکل آئی تھی۔

*******ibn e Abdullah novels

بازل گھر واپس آیا تو پری وش کمرے میں نہیں تھی ۔
وہ دادو کے کمرے میں چلا آیا۔
دادو پری کہاں ہے؟

وہ تو اپنے والدین کی قبروں پر گئی ہے۔
تو ساتھ کون گیا ہے؟

اکیلی ہی گئی ھے رکشے پر۔تمہاری ماں کو کہیں جانا تھا گاڑی وہ لے گئی ڈرائیور چھٹی پر آج تو دوسری گاڑی کون چلاتا۔

یہ کیا بات ہوئی ۔کم از کم امی اسے ڈراپ کر دیتیں وہاں۔

بازل نے خفگی سے کہا تھا ۔

تمہیں اپنی ماں کا پتا تو ہے۔

دادو نے کہا تو بازل سر ہلا کر رہ گیا تھا ۔

مجھے سمجھ نہیں آتی اب انہیں کیا مسئلہ ہے

جو ہونا تھا ہوچکا۔

فکر مت کرو میرے بچے ۔

سب وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے گا۔

دادو نے اسے تسلی دی تھی ۔

چلیں میں ذرا آرام کرتا پری وش جب آئے گی تو میں اسے لیکر کہیں آؤٹنگ پر جاؤں گا۔

بازل دادو کو سلام کر کے اپنے روم میں چلا آیا تھا

وہ کافی تھکا ہوا تھا سو لیٹتے ہی
اسے نیند آگئی تھی ۔

*******ibn e
Abdullah novels

پری کو وقت کا پتا ہی نہیں چلا تھا
قبرستان میں ۔وہ جب بھی یہاں آتی تھی
گھنٹوں بیٹھی رہتی تھی وہاں۔
قبرستان سے باہر نکلتے ہوئے اس
نے رکشے کی تلاش میں نگاہیں

سڑک پر دوڑائیں مگر روڈ خالی ہی تھا
۔

پاس ہی گاڑیوں اور رکشوں کا اڈہ تھا
وہ اس سمت ہی چلنے لگی ۔

ابھی وہ تھوڑی ہی چلی تھی کہ پیچھے سے ایک کیری اس کے پاس آکر رکی۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھتی
اس میں سے کسی نے نکل کر پری کو دبوچا اور پچھلی سیٹ پر پھینک دیا۔

کون ہو تم لوگ

وہ چلائی تھی

مگر اس کی پکار ادھوری رہ گئی تھی
۔

ایک نقاب پوش نے اس کے منہ پر
کوئی سپرے کیا تھا۔

وہ وہیں سیٹ پر ہی بے ہوش ہوگئی
تھی ۔

ڈرائیور نے گاڑی چلاتے ہوئے موبائل
نکالا اور کسی کو کال کی۔

کام ہوگیا استاد۔

دوسری طرف سے بات سن کر اس نے
کال کاٹی اور گاڑی تیزی سے مطلوبہ
جگہ کی طرف بھگانے لگا۔

****

شانزے بازل کے گھر داخل ہوئی ہی تھی کہ زین کا میسج ملا

تمہارا کام ہوگیا ہے۔

پیمنٹ کل کر دینا۔

شانزے خوشی سے جھوم اٹھی تھی اسے امید نہیں تھی کہ اتنی جلدی اس کا کام ہوجائے گا۔

وہ جلدی سے اپنے کمرے میں چلی آئی تھی

اب دو لاکھ کا بندوبست کہاں سے کروں گی میں اتنی جلدی

وہ کمرے میں ٹہلتے ہوئے سوچنے لگی۔

اسے اتنی جلدی امید نہیں تھی کہ زین کام کرے گا۔

اچانک وہ ٹہلتے ٹہلتے رکی تھی۔

اسے یاد آیا کہ طیبہ بیگم نے کل اس کے سامنے ہی ایک سونے کا ہار اپنی الماری میں رکھا تھا۔

جو اچھی خاصی مالیت کا تھا۔

لو میرا کام تو بن گیا

ہار زین کو دے دوں گی اور اس کا الزام بھی پری وش پر ہی لگنا جو کچھ دن تک تو اب گم رہے گی۔

شانزے کے شیطانی دماغ نے فوراً راستہ دکھایا تھا

وہ پرسکون ہوکر بیٹھ گئی تھی۔
اس کا کام اب اور زیادہ آسان ہوگیا تھا۔

******

بازل کی آنکھ کھلی تو کمرے میں
تاریکی تھی ۔
اس نے سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ بڑھا کر
موبائل اٹھایا۔
آٹھ بجنے والے تھے۔
وہ بیڈ سے اتر کر باہر آیا ۔
طیبہ بیگم کچن میں تھیں۔

امی پری کہاں ہے؟

مجھے کیا پتا کہاں ہے؟،

وہ دادو کے کمرے میں آیا تھا مگر دادو نے بتایا کہ انہیں لگا وہ آگئی ہوگی اب تک۔

بازل نے فون نکالا اور پری کا نمبر ڈائل کیا۔جو بند جا رہا تھا۔

بازل کو اب پریشانی ہونے لگی تھی -

وہ تیزی سے پورچ میں آیا اور گاڑی نکال کر قبرستان کی طرف چلانے لگا۔

--

****

شانزے کو ہوش آیا تو وہ ایک کمرے
میں کرسی سے بندھی ہوئی تھی ۔
خوف سے اس کی حالت خراب ہونے
لگی تھی ۔
اسے سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں
لگی کہ اسے اغوا کر لیا گیا ھے۔
اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک
نقاب پوش اندر داخل ہوا۔
پری نے چیخ ماری تھی ۔

ایک آواز بھی مزید نکالی تو تمہارا برا
حال کر دوں گا میں ۔

نقاب پوش نے آگے بڑھ کر اس کے
منہ پر ہاتھ رکھ کر غرایا تھا ۔

شانزے سہم کر خاموش ہوگئی تھی ۔
تم کچھ دن یہاں ہماری مہمان ہو۔
اس کے بعد ہم تمہیں آزاد کر دیں
گے۔نقاب پوش نے بتایا تھا ۔
مجھے چھوڑ دیں خدا کے لئے۔
وہ روتے ہوئے بولی تھی ۔مگر نقاب
پوش پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔
فکر مت کرو تمہیں زیادہ یہاں نہیں
رکھا جائے گا۔

اپنی بہتری چاہتی ہو تو کوئی چالاکی یا ہوشیاری مت کرنا ورنہ تمہارا وہ حال کیا جائے گا کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی۔

نقاب پوش نے اس کے ہاتھ کھولتے ہوئے وارننگ دی تھی ۔

کھانا بھیج رہا ہوں۔

کھا کر چپ کر سوجانا۔

نقاب پوش پری کو رسیوں سے آزاد کر کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

اور وہ وہیں بیٹھے بیٹھے رونے لگی تھی -

جاری ہے

---*--*--*--*--*--*

جنون قربت قسط 16

رائٹر ابن عبداللہ

پری کو رات اور دن کا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا

روتے روتے اس کے آنسو ختم ہوچکے تھے اب وہ بس خاموشی سے کونے میں پڑی رہتی تھی۔

پتا نہیں ہمیشہ اس کے ساتھ ہی برا کیوں ہوتا تھا؟

وہ تو کسی کا کبھی برا نہیں چاہتی تھی مگر ہمیشہ اس کے ساتھ برا ہی ہوتا تھا۔

وہ کونے میں پڑی تھی جب دروازہ
کھلا اور وہی نقاب پوش اندر کھانا
لیکر داخل ہوا تو وہ سہم پر کونے میں
مزید سمٹ گئی۔

تمہاری آج شام آخری ہے ہمارے پاس۔

نقاب پوش کھانا رکھ کر اسے بتا کر
واپس چلا گیا تھا۔
پری کو بھوک نہیں لگی تھی۔
گبھراہٹ اور رو رو کر اس کی حالت
خراب ہوچکی تھی ۔

سب باتوں کے باجود صرف ایک اچھی بات ہوئی تھی کہ اس کو اغوا کرنے والے اس کی عزت سے نہیں کھیلے تھے۔

پتا نہیں کل اسے کہاں بھیجا جانا تھا۔

آگے کیا ہوتا اسے کچھ بھی اندازہ نہیں تھا۔

******

بازل کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ پری کو زمین کھا گئی یا آسمان۔

قبرستان کے ارگرد کوئی ایسی جگہ بھی نہیں تھی جہاں کیمرے لگے ہوں۔

گورکن بس اتنا بتا سکا تھا کہ پری قبرستان آئی تھی اور پھر واپس بھی گئی تھی۔

اس کے بعد کیا ہوا اسے کچھ پتا نہیں تھا ۔

وہ طلحہ کے پاس پریشانی میں بیٹھا تھا۔

طلحہ اس کا کالج فیلو تھا اور ان دونوں ڈی ایس کرائم برانچ لگا ہوا تھا

یار مجھے لگتا میرا دماغ پھٹ جائے گا۔

بازل نے سر پکڑا تھا۔

حوصلہ کرو۔

ان کاموں میں وقت لگتا ہے بہت۔

میں اپنی پوری کوشش کر رہا ہوں
کوئی سراغ لگا سکوں

تمہارے بقول تمہاری بیوی کی کسی
سے کوئی دشمنی نہیں تھی ۔
نا کوئی خاندانی تنازع تھا۔
ایسے میں اسے اغوا کرنا میری سمجھ
میں نہیں آرہا ہے۔

طلحہ نے اسے حوصلہ دیا تھا۔

یار وہ ساری زندگی گھر میں ہی رہی ھے

یونیورسٹی کے بعد تو وہ بالکل بھی گھر سے نہیں نکلتی تھی۔
نہ اس کے دوست تھے اتنے یا دشمن ہو سکتے اس کے۔

وہ پریشانی سے بولا تھا ۔

پورا ایک دن گزر چکا تھا۔وہ اپنی پوری کوشش کر چکا تھا کہ کوئی

سراغ ملے ان کو مگر ہر طرف اندھیرا تھا۔

تم ایسا کرو گھر کا چکر لگا لو۔

رات سے پاگلوں کی طرح گھوم رہے ہو۔

مجھے امید ہے کہ آج ہمیں کچھ نہ کچھ سراغ مل جائے گا ۔

اگر ایسے ہی رہے تم تو خود بیمار ہوجاؤ گے۔

طلحہ نے اس کا کاندھا تھپکا تھا۔

چلو میں ایک بار گھر میں ٹرائی کرتا
کہ کچھ پتا لگے۔
وہ تھکے ہوئے انداز میں کھڑا ہوگیا
تھا۔

فکر مت کرو آج میں ہر صورت میں
تمہاری بیوی کو ڈھونڈ نکالوں گا۔

طلحہ نے جاتے جاتے پھر یقین دہانی
کرائی تھی ۔بازل تھکے قدموں سے
تھانے سے باہر نکل آیا تھا ۔

******

شانزے یونیورسٹی سے ڈگری کا پتا کرنے کے بہانے گھر سے نکل آئی تھی۔

ہار اس کے بیگ میں پڑا ہوا تھا۔

وہ سیدھی ٹینا کے فلیٹ پہنچی تھی۔

جہاں ٹینا اور زین اس کا ہی انتظار کر رہے تھے

یار مجھے تو یقن نہیں آرہا تم اتنی جلدی میرا مسئلہ کر دو گے۔

دیکھ لو بس۔

زین ہنسا تھا۔

ٹینا فریج سے وسکی نکال لائی تھی ۔

یہ اس بندے کی پیمنٹ ھے ۔اسے سیل کر کے حساب چکتا کرو۔

ھینڈ بیگ سے ہار نکالتے ہوئے شانزے نے زین کو دیا تھا۔

زین نے ہار اس کے ہاتھ سے لیا اور چیک کر کے ٹیبل پر رکھ دیا۔

اب میری پیمنٹ؟

وسکی کے گھونٹ بھرتے ہوئے زین نے شانزے کی کمر پر ہاتھ پھیرا تھا ۔

وہ بھی دوں گی۔

شانزے نے شرٹ اتاری تھی ۔

واہ یار گاؤں جاکر تو تم ہری بھری ہو گئی ہو

ٹینا نے تحسین سے اس کے بالائی جسم کو دیکھتے ہوئے کہا تھا ۔

زین نے ہاتھ بڑھا کر شانزے کو اپنی گود میں بٹھا دیا اور وسکی سے بھرا گلاس اس کے منہ سے لگایا۔

جسے شانزے نے ایک ہی سانس میں اپنے اندر اتار لیا۔

زین اب اس کے لبوں کو چومتا ہوا اس کی پینٹ اتارنے لگا تھا ۔

ٹینا آرام سے صوفے پر بیٹھی وسکی کے گھونٹ بھر رہی تھی اور ساتھ شانزے اور زین کی مستیوں کو دیکھ رہی تھی ۔

دو گلاس پی کر نشہ جب ٹینا کے سر پر چڑھنے لگا تو اس نے بھی اپنا

لباس اتار پھینکا اور ان کے ساتھ شامل ہوگئی۔

فلیٹ میں اب بس سسکیوں کا راج تھا۔

*****

بازل گھر پہنچا تو نیا تماشہ لگا ہوا تھا۔

طیبہ بیگم نے شور مچا رکھا تھا کہ پری ان کا قیمتی ہار چرا کر فرار ہوئی ہے۔

کیا ہوگیا ہے امی

پہلے ہی میں اتنا پریشان ہوں اوپر
سے آپ نیا تماشہ لگا رہی ہیں۔

وہ مزید تپا تھا۔

میں تماشہ نہیں لگا رہی ہوں۔

میرا قیمتی ہار سیٹ غائب ھے الماری
سے اور یہ تمہاری بیوی کا ہی کام
ہے۔

فار گاڈ سیک امی۔

یہیں کہیں پڑا ہوگا آپ اکثر کہیں اور
چیز رکھ کر بھول جاتی میں پہلے ہی
پریشان بہت اور مت کریں پریشان ۔

میں کوئی پاگل نہیں جو اتنی قیمتی چیز رکھ کر بھول جاؤں۔

تمہارے سر پر بیوی کا عشق سوار ھے۔پتا نہیں کہاں وہ گل چھڑے اڑا رہی ہو گی

بازل کو لگا وہ اپنا آپ کھو دے گا۔

یہاں کیا تماشہ ہو رہا ہے؟

ڈیڈ آپ؟ بازل ان کےگلے لگ گیا تھا۔

تم لوگوں کی آوازیں باہر تک جا رہی ہیں۔

میں کچھ دن باہر کیا رہا تم لوگوں نے کیا سے کر دیا ہے۔

تم میرے ساتھ چو اوپر

طیبہ بیگم کو گھورتے ہوئے وہ بازل کو اوپر آنے کا اشارہ کر کے سیڑھیاں چڑھنے لگے تھے۔

ڈیڈ میرا پریشانی سے برا حال ہے شکر آپ آگئے۔

مجھے پتا ھے
میں یہاں کے حالات سے بے خبر نہیں ہوں

وہ سٹڈی روم میں آئے تھے۔
فکر مت کرو سب ٹھیک ہوجائے گا۔وہ جیب سے موبائل نکالتے ہوئے بولے تھے۔
بازل ان کے پاس ہی کھڑا ہوگیا تھا۔
ہیلو

شیدے میری بات سن۔

وہ کسی کو کال پر سب بتانے لگے تھے۔

کچھ گھنٹوں میں پتا چل جائے گا پری وش کا ۔

برے لوگوں کو برے لوگ جلد ڈھونڈ لیتے ہیں۔

کال کاٹتے ہوئے انہوں نے بازل کو تسلی دی۔

شیدا پرانا مجرم ہے۔کچھ احسان ہے اس پر میرے جو آج اتارنے کا وقت آگیا ہے۔

وہ زمین کی تہہ میں سے بھی ڈھونڈ کر نکال لائے گا پری کو

اور جن لوگوں نے یہ سب کیا ھے ان کا حشر تو دنیا دیکھے گی۔

تم جاکر ذرا آرام کرو۔

کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنی۔

میں آگیا ہوں ۔سب ٹھیک ہوجانا اب۔

بازل کو دیکھتے ہوئے انہوں نے اس کا کاندھا تھپکا تھا۔

بازل کل سے اب تک پہلی بار کچھ امید جگی تھی ۔

وہ تو ساری زندگی باہر رہا تھا۔مگر
اس کے ڈیڈ یہاں ہی تھے ان کے
تعلقات ہر طرح کے لوگوں سے تھے۔
وہ قدرے پرسکون ہوگیا تھا۔
اسے امید تھی اب پری مل جائے گی۔
---*--*-**-*---

جنون قربت قسط 17

رومینٹک شارٹ ناولٹ

رائٹر ابن عبداللہ

بس ابھی مجھے جانا ہے۔میری غیر موجودگی سے کسی کو مجھ پر شک نہ ہوجائے۔

شانزے نے زین کو خود سے ہٹاتے ہوئے بولا تھا۔

ارے یار کسی کو کچھ پتا نہیں چلے گا تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

زین نے اس کے ہونٹوں کو چومتے
ہوئے کہا تھا ۔

پھر بھی اتنا بڑا مسئلہ بنا ہوا تو میری
غیر موجودگی کسی کو بھی محسوس
نہیں ہونی چاہئے۔

ابھی پیزہ آرڈر کیا ھے ابھی مل ہی جانا
کھا کر چلی جانا۔

ٹینا نے اپنا سینہ شانزے کی پیٹھ پر
رگڑتے ہوئے اس کے کان میں
سرگوشی کی تھی۔

زین نے بھی ٹینا کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔

بس بیس منٹ اور ۔

شانزے نے جواب دیا تو زین نے اسے دوبارہ اپنے نیچے گرا دیا اور ٹینا کے لبوں سے لب ملتے ہوئے ہاتھوں سے شانزے کے سینے کو ٹٹولنے لگا۔

****

پری وش کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر
اسے گاڑی میں بٹھا دہا گیا تھا۔

پری نے خود کو اب حالات کے رحم و
کرم پر چھوڑ دیا تھا۔

وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔
حالات اس کی دسترس میں ہمیشہ ہی
نہیں تھے۔

اسے رہ رہ کر بازل کی یاد آرہی تھی ۔
پتا نہیں وہ اسے ڈھونڈ رہا ہوگا یا نہیں

پتا نہیں وہ کیا سوچ رہا ہوگا کہ میں کہاں گئی ہوں؟

گاڑھی مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی کسی جگہ آکر رکی تھی۔

اسے کھینچ کر گاڑی سے اتارا گیا تھا۔

یہ اب سے تمہاری ہے۔

اندر لے چلو۔

پری کو بس آوازیں سنائی دے رہی تھیں

اسے بازو سے پکڑ کر چلاتے ہوئے
کہیں لے جایا جا رہا تھا

تھوڑی دیر بعد اسے کسی کرسی پر ہاتھ
باندھ کر بٹھا دیا گیا تھا

کچھ دیر خاموشی رہی تھی پھر کسی
عورت کی آواز سنائی دی تھی ۔

پتا نہیں وہ کہاں تھی اور کون لوگ تھے
وہ

اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

اس کا لباس اتار دو فقیراں۔

نہیں وہ پورے زور سے چلائی تھی

چپ کر کنجری۔

کسی عورت نے اسے تھپڑ لگاتے ہوئے کہا تھا۔

اگلے کچھ لمحوں میں وہ بے لباس ہو چکی تھی۔

یہ کنواری ہے میڈم جی۔

اچھا ہے، اچھا ہے،

وہ دو عورتیں تھیں شاید وہاں۔

اچھے پیسے مل جانے اس کے پہلی بار
میں پھر

پری کو لگ رہا تھا اس کی سانس رک
جائے گی

بے عزتی اور شرمندگی کے احساس
سے اس نے خواہیش کی تھی یا زمین
پھٹ کر اسے نگل لے یا آسمان اس کے
سر پر آن گرے۔

اسے دوبارہ کپڑے پہنا دئے گئے تھے۔

پتا نہیں اس کے ساتھ کیا ہونا تھا

*****

شیدا جیسے عرف عام میں شیدا بابا کہا
جاتا تھا۔جرائم کی دنیا کا پرانا بادشاہ تھا

اس کے کچھ اصول تھے جن پر وہ چلتا
تھا اور اپنا کالا دھندہ چلاتا تھا

حیدر شاہ نے کسی وقت پر اس کی بیٹی کی جان بچائی تھی ۔

اب جب حیدر شاہ نے اسے یاد کیا تھا تو وہ اپنے اوپر اس کا احسان چکانا چاہتا تھا ۔

وہ کمرے میں ٹہل رہا تھا جب دروازہ کھلا ہو ایک بندہ داخل ہوا۔

بابا پتا چل ہے۔رشید اور اس کے ایک بندے نے کسی لڑکی کو اٹھایا ہے۔

میں نے اپنے بندے بھیج دیئے ہیں اس کے ٹھکانے پر۔
گڈ۔ کچھ پتا چلا پھر؟

وہ بس پہنچنے ہی والے ہیں وہاں۔
مجھے مزید انتظار مت کراؤ جلدی ان سے رابطہ کرو اور پوچھو لڑکی ملی یا نہیں۔

شیدے نے کہا تو بندے نے سر ہلا کر جیب سے موبائل نکالا اور کال کرنے لگا۔

****

شانزے چپکے سے واپس آکر اپنے روم
میں چلی آئی تھی ۔سب کچھ ٹھیک چل
رہا تھا جیسے اس نے سوچا تھا اچانک
اسے حیدر شاہ کی آواز سنائی دی تھی
جو بازل سے بات کر رہے تھے ۔
وہ باہر نکل آئی ۔
بازل اور حیدر شاہ اور طیبہ بیگم نیچے
لاؤنج میں ہی کھڑے تھے۔

میں بول رہی ہوں اس لڑکی نے میرا ہار چرایا اور کہیں غائب ہوگئی ہے خود ہی آپ لوگوں کو یقین کیوں نہیں آتا۔

شانزے کے پلان کے مطابق طیبہ بیگم پری پر شک کر رہی تھیں۔وہ خوشی سے جھوم اٹھی تھی۔

بس کر دو۔

اس کی تربیت اسی گھر میں ہوئی ہے ۔کم از کم اپنے گھر کی عزت کے بارے میں ایسی بات نہ کرو تم۔

حیدر شاہ نے اپنی بیوی کو جھاڑ پلائی تھی۔

جو مرضی سمجھیں آپ۔

دیکھ لیجئے گا آخر میں میری بات سچ ہوگی۔

طیبہ بیگم پاؤں پٹختے ہوئے وہاں سے چلی گئیں تھیں۔

بابا کچھ پتا چلا۔

بازل نے حیدر شاہ سے پوچھا تھا ۔
بس ہم نزدیک ہی ہیں

تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔اپنی ماں کی باتوں کی پرواہ نہ کرنا تم۔

حیدر شاہ نے کہا تھا۔
شانزے کو تشویش ہوئی تھی.

اسے پتا تھا حیدر شاہ کی پہنچ کہاں تک ہے۔

پتا نہیں یہ کیوں آگئے ہیں۔

شانزے نے سوچا تھا ۔

کچھ بھی ہو زین نے بولا ہے تو کام پکا ہی ہوا ہوگا۔

اس نے خود کو تسلی دی تھی۔

*****

پری وش کو ایک کیمرے میں بند کر دیا تھا۔

اس کے پاس صرف ایک خرنٹ صورت عورت تھی اب۔

مجھے خدا کے واسطے جانے دو۔

چپ کر رنڈی۔

یہاں جو آیا ہمیشہ یہاں ہی کا ہوکر رہ گیا۔

عورت نے گالی دی تھی۔

ویسے کتنی چکنی ہے رے تُو۔

عورت نے اس کے ملائم سینے پر ہاتھ
پھیرتے ہوئے کہا تو پری بدک کر
پیچھے کو ہٹی تھی ۔

کہاں جا رہی پیچھے۔ابھی تو میں ہوں کل
کو روز نیا مرد ہوگا۔

عادت ڈال لے

پری نے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی
تھی مگر اس عورت نے تھپڑ لگا کر
اسے بستر پر پھینک دیا تھا۔

رنڈی کی بچی کوئی غلط حرکت اب کی
کھال ادھیڑ کر رکھ دوں گی تیری۔

عورت نے خونی نگاہوں سے اسے
گھورا تھا۔

اچانک دروازے سے ایک ہیجڑا داخل
ہوا تھا ۔

میڈم جی بابا شیدا بابا آیا ہے۔

عورت کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔

وہ کدر آگیا۔وہ تو کوٹھوں سے دور رہتا ہے

پتا نہیں میڈم جی ۔کیا پتا بابے کا دل بھی مچل ہوگیا

نہیں او کنجرا وہ کسی اور کام سے آیا ہونا ۔چل دیکھتی میں ۔تو اس کتیا کا خیال رکھ اور اگر کچھ غلط کرے تو لگانا اسے دو ہاتھ

میڈم جی اٹھ کر باہر نکل گئیں تو وہ ہیجڑا وہاں بیٹھ کر پری وش کو عجیب نظروں سے گھورنے لگا

*****

شیدے کو پتا چلا کہ رشید کا ٹھکانے پر لڑکی نہیں تو وہ سمجھ گیا کہ لڑکی کہاں گئی ہو گی۔

اور اسے پتا تھا ایسی لڑکیوں کی سب سے بڑی گاہک میڈم جی ہی ھے۔سو وہ یہاں چلا آیا تھا۔

حیدر شاہ کا احسان ایسا تھا کہ وہ
کوٹھے تک آگیا تھا ورنہ وہ ایسی
جگہوں سے دور ہی رہتا تھا ۔

اگر شرافت سے مان گئی تو ٹھیک ورنہ
تم جانتے کہ تمہیں کیا کرنا ہے کالے۔
میڈم جی کا انتظار کرتے ہوئے

شیدے نے اپنے آدمی سے کہا تو اس
نے سرہلایا۔

اچانک کمرے میں میڈم جی داخل ہوئی تھی۔

یہ کیا دیکھ رہی میں ۔بابا اور کوٹھے پر۔

بس ایک کام تھا

ارے کام وام تو ہوتے رہنے کچھ پی پلا لو۔

نہیں میں یہاں جس کام سے آیا ہوں وہی کرنا ہے

کہو کیا سیوا کر سکتی میں؟،

رشیدے نے کوئی لڑکی دی ہے تمہیں
مجھے وہ چاہئے ہے

شیدے نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا
میڈم جی کے تاثرات دیکھ کر اسے پتا
چلا کہ تیر نشانے پر لگا ہے۔

وہ لڑکی تو میں نے آگے بھیج بھی دی
ہے گاہک کے ساتھ

میڈم جی نے جھوٹ بولا تھا۔

میں کوٹھوں پر نہیں آتا مگر مجھے یہاں
کے اصول پتا ہیں کہ لڑکی فوراً نہیں
کسی کو پیش کی جاتی

جتنی قیمت چاہئے بول اور لڑکی میرے
حوالے کر۔

شیدے نے سرد لہجے میں کہا تھا۔

اگر رواجوں کا پتا تو یہ بھی پتا ہوگا جو ایک بار یہاں آیا وہ نہیں گیا

دل ہی بہلانا ہے تو بہت لڑکیاں ہیں یہاں کوئی بھی لے جا
جب تک دل کرے رکھ لے ۔

میں اس قبیل کا بندا نہیں ۔
بہتر یہی ھے یا تو لڑکی میرے حوالے پیسے لیکر کر یا میں جانتا کیسے لیکر جاتے ہیں ۔

شیدا کھڑا ہوگیا تھا

میڈم جی کا چہرہ لال ہوگیا تھا ۔
مگر وہ جانتی تھی کہ شیدا جو کہتا وہ
کرتا۔

اور ویسے بھی وہ اس پنگا نہیں لینا
چاہتی تھی ۔ورنہ اس کے گاہک بھی
خراب ہوتے اور کوٹھا بھی جاتا۔
شیدے کے مقابلے میں اس کالی دنیا میں
میڈم جی کے پاس طاقت کم تھی۔

ایک لڑکی کے لئے وہ اپنا کام ختم نہیں کر سکتی تھی ۔

ٹھیک ہے پندرہ لاکھ

اوکے مل جائیں گے۔۔

کہو تو ابھی منگوا لیتا پیسا

شیدے نے بغیر حیل و عجت قبول کیا تو میڈم جی بولی۔

ارے نہیں اتنا تو ہمیں بھی پتا تمہاری
زبان پکی۔کسی بھی وقت بھیج دینا

اوکے پھر لڑکی دو۔

شیدے نے کہا تو میڈم جی نے سر ہلایا
اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔

_=___=____

جنون قربت قسط 18

Most romantic urdu novel

چل کتیا تیرا خصم آگیا ہے کوئی_میڈم جی نے پری کو کمرے سے بازو پکڑ کر باہر نکالا تھا ۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی--پری نے خوفزدہ لہجے میں انکار کیا تھا۔

مگر اس کی پہلے کہاں سنی گئی تھی جو اب سنی جاتی۔
اسے کھینچ کر باہر نکال دیا گیا تھا۔

سامنے ایک درمیانی عمر کا رعب دار شخص اور دو آدمی کھڑے تھے۔

پری کو لگا آج اس کا آخری دن ہے وہ اب بچ نہیں سکے گی
اسے مرنے سے زیادہ اپنی عزت کا ڈر تھا ۔

اگر وہ مر جاتی تو اسے پرواہ نہیں تھی مگر وہ جن لوگوں کے درمیان پھنس چکی تھی وہ اس کی عزت کے

درپے تھے وہ جانتی تھی اب اس کے ساتھ کیا ہونا ہے

وہ میڈم جی کی باتیں سن چکی تھی۔

اسے وہ لوگ گاڑی میں بٹھا چکے تھے۔

آپ لوگوں کو خدا کا واسطہ ہے مجھے جانے دیں۔

وہ آنسوؤں سے لبریز لہجے میں بولی تھی ۔

ڈرو نہیں بیٹی۔

ہم تمہیں تمہارے گھر حیدر شاہ کے
ہاں لیکر جا رہے ہیں

بارعب آدمی جو اتنی دیر سے خاموش
بیٹھا تھا نرمی سے بولا تھا ۔

پری کو لگا جیسے اس نے غلط کچھ
سنا ہو۔

آپ کیا کہہ رہے

آپ سچ میں مجھے ان کے گھر لیکر جا رہے ہیں؟

ہاں وہیں پر ہی۔

پری کو لگا وہ خواب دیکھ رہی ہے۔اس نے تو سوچا تھا اب وہ کبھی بچ نہیں سکے گی۔

اسے یقین نہیں تھا ان لوگوں پر

گاڑی سڑک پر گھومتی ہوئی بلاآخر اس گھر کے سامنے رکی تھی جہاں سے وہ نکلی تھی۔

کبھی کبھی معجزے ہو ہی جاتے ہیں۔ شاید اس کی دعا سن لی گئی تھی ۔

*****ibn e Abdullah novel *****

بازل اور حیدر شاہ پورچ میں ٹہل رہے تھے ۔

انہیں شیدے کا میسج مل چکا تھا کہ وہ پری کو لیکر آرہے ہیں

گیٹ پر ہارن ہوا تو وہ تیزی سے آگے بڑھے تھے۔
شیدے کی گاڑی رکی تھی اور اس میں سے سب سے پہلے پری وش نکلی تھی۔
جو نکلتے ہی وہیں سجدہ ریز ہوگئی تھی ۔

حیدر شاہ نے آگے بڑھ کر پری کو اٹھایا تھا

میری بچی ۔

وہ روتی ہوئی حیدر شاہ کے گلے لگ گئی تھی۔

بازل نے پری کو دیکھا تھا ،اس کا حلیہ اس کے اوپر بیتے ہوئے وقت کی داستان سنا رہا تھا ۔

وہ باپ کی وجہ سے رکا ہوا تھا ورنہ
اس کا دل کر رہا تھا کہ پری کو گلے
لگا لے اور اس کا ہر درد اپنے اندر
سمیٹ لے۔

شیدا اور اس کے آدمی پیچھے گیٹ کی
طرف چلے گئے تھے۔

میری بچے اب رونا نہیں ۔گھر آگئی ہو
تم، جس نے بھی تمہارے ساتھ یہ سب
کیا ان کو اس کا حساب دینا ہوگا۔

وہ پری کو معصوم بچے کی طرح
تھپکتے ہوئے تسلی دے رہے تھے

جو معصوم بچوں کی طرح بلک بلک
کر رو رہی تھی۔

بازل کو لگ رہا تھا اس کے آنسو
تیزاب کی طرح اس کے دل پر گر رہے
تھے۔
دادو بھی اندر سے آگئیں تھیں

وہ حیدر شاہ کے گلے سے ہٹی تھی
اور دادو سے لپٹ کر رونے لگی تھی۔

ہائے میری گڑیا، کیڑے پڑیں ان لوگوں
کو جہنوں نے میری پھول سی بچی
کے ساتھ ظلم کیا ۔

دادو کی آنکھیں بھی پری کی حالت
دیکھ کر نم ناک ہوگئی تھیں۔

اندر لے چلیں اسے اماں۔

حیدرشاہ نے کہا تو دادو پری وش کو لیکر اندر چلی گئیں تھیں ۔

بازل کو اپنے ساتھ انے کا اشارہ کر کے حیدر شاہ شیدے کی طرف بڑھ گئے تھے ۔

بازل پری کے ساتھ جانا چاہتا تھا مگر باپ کے اشارے پر وہ بھی ساتھ چل دیا تھا۔

شیدے آج تم نے حیدر شاہ کی عزت
بچا لی شہر میں ۔

کیوں شرمندہ کر رہے ہیں۔

کبھی آپ نے میری بیٹی کی عزت
بچائی تھی ۔وہ قرض اگر جان دے کر
بھی ادا ہوتا تو میں رکتا نہیں۔

شیدے نے جھک کر انہیں سلام کرتے
ہوئے کہا تھا ۔

تمہیں پتا چلا کہ اس سب کے پیچھے
کس کا ہاتھ ہے؟

کوئی میرا بزنس کا دشمن یا کوئی اور؟

میں نے ابھی معلومات نہیں لی ہیں
سائیں۔

آپ کی بہو کو بچانا تھا سب سے پہلے
اگر میں دیر کرتا تو بہت دیر ہوجاتی
سو پہلے میں نے یہ کام کیا ۔

یہ کہاں سے ملی؟

حیدر شاہ نے پوچھا تو شیدا سب کچھ بتانے لگا تھا ۔

جسے سنتے ہوئے حیدر شاہ اور بازل دونوں کا رنگ لال ہونے لگا تھا ۔

شیدے جس نے بھی یہ کیا اسے ڈھونڈ کر نکالو چاہے زمین کھودنی پڑے یا آسمان کھنگلانا پڑے

سائیں میں ڈھونڈ لوں گا۔

مجھے اب اجازت دیں۔

حیدر شاہ نے سر ہلایا تو شیدا واپس گاڑی لیکر نکل گیا تھا ۔

اور حیدر شاہ اور بازل اندر کی طرف چل دئے تھے ۔

*****ibn e Abdullah novel *****

شانزے کو یقین نہیں آرہا تھا کہ پری اتنی جلدی ڈھونڈ لی جائے گی اور وہ

دوبارہ بازل کی زندگی میں ایسے لوٹ آئی تھی۔

دادو سے لپٹی ہوئی پری اسے زہر لگ رہی تھی ۔
مگر اس کی حالت دیکھ کر اندر ہی اندر وہ خوش بھی تھی۔

حیدر شاہ اور بازل اندر داخل ہوئے تو اس نے اپنا چہرہ غمگین کر لیا تھا۔

طیبہ بیگم نے اپنے کمرے سے نکلنے کی زحمت نہیں کی تھی ۔

انکل کچھ پتا چلا یہ سب کس نے کیا۔ شانزے نے حیدر شاہ سے پوچھا تھا۔

فلحال نہیں مگر میں ڈھونڈ نکالوں گا ان کو۔
حیدر شاہ نے کہرناک لہجے میں کہا تھا۔

ایک لمحے کو شانزے کا رنگ ان کے لہجے سے اڑ گیا تھا۔

جو بھی ہوں۔میری بچی گھر سہی سلامت لوٹ آئی یہی کافی ہے ۔

دادو نے پری کو پیار کیا تھا

ٹھیک کہا دادو ۔

شکر ہے پری وش کو کچھ ہوا نہیں اور انکل نے اسے ڈھونڈ نکالا ۔وہ

کون لوگ تھے اس سے کیا فرق پڑتا ہے ۔

شانزے نے دادو کی تائید کی تھی ۔ وہ نہیں چاہتی تھی حیدر شاہ ایسا کچھ کریں جس سے اسے خطرہ ہو۔

مجھے فرق پڑتا ۔جن لوگوں نے میری بیوی کے ساتھ یہ سب کچھ کیا میں انہیں زندہ گاڑھ دوں گا اگر مجھے پتا چل جائے کہ وہ کون لوگ۔

بازل غصے سے بولا تھا

چلو میں سب دیکھ لوں گا اب۔

ابھی پری کا خیال رکھو، اسے سب
سے پہلے ڈاکٹر کو دکھاؤ۔

میں ٹھیک ہوں انکل ۔بس واپس
آگئی۔میں وضو کر کے دو نفل شکر
کے ادا کروں گی بس۔

حیدر شاہ نے کہا تو پری پہلی بار بولی
تھی ۔

ٹھیک ہے بیٹی مگر پھر بھی دکھا دینا ایک بار۔

حیدر شاہ نے کہا تو پری دادو سے الگ ہوکر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی ۔

حیدر شاہ اپنے کمرے کی طرف جب کہ بازل پری کے پیچھے آیا تھا۔

دادو نماز پڑھنے اٹھ آئیں تھیں وہ بھی دو نفل پڑھنا چاہتی تھیں

اس بار تو بچ گئی مگر اگلی بار نہیں بچو گی تم پری وش

شانزے نے نفرت سے سوچا تھا۔

وہ جلد از جلد زین سے ملنا چاہتی تھی تاکہ کچھ نیا سوچ سکے اور خود کو کیسے بچا سکے۔

حیدر شاہ کے تیور بتا رہے تھے وہ اس معاملے کو ایسا ہی نہیں چھوڑنے والے تھے۔

*_*__*__*__*__

جنون قربت قسط 19

رائٹر ابن عبداللہ

شانزے ٹینا کے فلیٹ پر آئی تھی ۔ٹینا کہیں باہر تھی مگر زین وہیں تھا۔

یار تم نے کچا کام کیا وہ لڑکی تو واپس گھر لوٹ آئی ہے۔اور میرے انکل حیدر شاہ ان لوگوں کی تلاش میں ہیں جہنوں نے اسے اغوا کیا تھا

شانزے فکر مندی سے بولی تھی -

میں نے پکا کام کیا تھا مگر اس لڑکی کی قسمت اچھی نکلی

اور تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔میں کہیں بھی خود کو شو نہیں کیا کہ۔

ایک چوری کے موبائل فون اور نمبر سے یہ سب کرایا ہے

جسے ٹریس کر بھی لیا گیا تو ہمیں
ہرابلم نہیں ہونی -

زین نے اسے تسلی دی تھی۔

شکر ھے۔میں تو ڈر ہی گئی تھی۔انکل
کے ہاتھ بہت لمبے ہیں ان سے کچھ
بعید نہیں تھی۔

شانزے نے سکون کا سانس لیا تھا۔

ٹینشن مت لو اگلی بار پکا انتظام کروں گا ۔

کچھ پلاؤ یار کل سے میرا دماغ چکرا رہا ہے اس ایشو کو سوچ سوچ کر۔

شانزے نے کہا تو زین اندر سے ڈرنکس لیکر آیا تھا۔

تو آگے تمہارا کیا پروگرام ہے ۔

گلاس میں برف اور ڈرنک ڈالتے ہوئے زین نے شانزے سے پوچھا۔

بس اس لڑکی سے جان چھڑانی کسی بھی طرح کر کے۔

پھر بازل کی ماں کی پہلی چوائس میں ہی ہوں۔
ایک بار میری شادی ہوجائے سب کچھ پھر اپنا ہی ہے

شانزے نے کہا تو زین نے گلاس اسے پکڑایا۔

چلو میہی تمہارے ساتھ ہوں ۔

کل سے سٹریس میں ہوں کافی میں
شکر ہے تم نے چلاکی کی ورنہ ہمارا۔
سارا کھیل بگڑ جانا تھا۔

تمہارا سٹریس نکالتا میں ۔زین نے
آنکھ ماری تھی اور اپنا گلاس لیکر
شانزے کے پاس آبیٹھا تھا۔

مگر کوئی بھی کام ہو پیسے تو لگتے
بہت۔خاص کر ایسے خطرناک کاموں
میں ۔

تم کیا کرو گی؟

شانزے کی ران پر ہاتھ پھیرتے زین نے پوچھا

یار میں خود یہی سوچ رہی۔
کروڑوں پانے کے لئے لاکھوں لگانے ہی پڑتے ہیں۔

میرے پاس اس کا حل ہے۔
وہ کیا؟

بغیر فیس کے تم اڈلٹ ماڈلنگ میں اگر کام کرو تو ایک وڈیو کے لاکھ تک ملتے ہیں

ویسے بھی تمہارے پاس دوسرا آپشن نہیں ہے۔
ہر بار وہاں سے کچھ چرا کر لانے میں بہت خطرہ ہے۔

شانزے نے کچھ دیر سوچا تھا

وہ جانتی تھی ایسے کافی پیسے ملتے

اس پر ویسے بھی حیدر شاہ کی دولت کو پانے کا جنون سوار تھا ۔

اور وہ جانتی تھی وہ اسے اتنی آسانی سے نہیں ملے گی۔

ٹھیک ھے مگر میرا فیس شو نہیں ہونا چاہئے ۔میں خود چیک کروں گی۔

یہ ہوئی نا بات

زین نے تالی بجائی

میں کیمرا لیکر آتا تم ریڈی ہوجاؤ۔

وہ کیمرا لینے اندر چلا گیا تھا۔

شانزے نے گلاس نیچے رکھا اور اپنے کپڑے اتارنے لگی

زین کیمرا لیکر آیا تو وہ سب کچھ اتار چکی تھی ۔

زین مختلف اینگلز سے اس کی تصاویر لینے لگا تھا۔

اسے امید تھی جیسا شانزے کا فگر اسے بہت پیسے مل جانے تھے۔

******

مجھے تم سے یہ امید ہرگز نہیں تھی
کہ تم ایسے بی ھیو کرو گی۔
حیدر شاہ نے طیبہ بیگم کو گھورتے
ہوئے کہا تھا۔

میں اس لڑکی کو اپنی بہو نہیں مانتی
۔میرا لاکھوں کا ہار گم ہے اور کسی
کو کچھ پرواہ نہیں ہے۔

تم مانو کا یا مانو وہ اب اس گھر کی
بہو ہے۔

انسانی ہمدردی بھی کسی چیز کا نام ہے۔بہو مان کر نہ سہی ایک لڑکی سمجھ کر جس کے ساتھ اتنا سب برا ہو ہمدردی ہی کر دیتی ۔

مجھے اس سے کوئی ھمدردی نہیں ہے۔وہ یہاں رہ رہی اتنا ہی کافی ہے۔ مجھ سے کچھ امید مت رکھیں کہ میں اسے تسلیم کروں گی۔

حیدر شاہ نے گہرا سانس لیا تھا ۔

مگر ایک بات یاد رکھنا اگر اس کے ساتھ کبھی کچھ برا کیا تم نے تو میں تمہیں وہیں چھوڑ کر آؤں گا جہاں سے تم اٹھ کر آئی تھی ۔

انسان کو اپنا گزرا ہوا کل ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

مت بھولو جسے آج تم غریب اور بے سہارا سمجھ کر قبول نہیں کر رہی ہو وہ تمہارے ماضی کا عکس ہے۔

حیدر شاہ طیبہ بیگم کو سنا کر کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔

اس دو ٹکے کی لڑکی کی وجہ سے مجھے اب یہ سب سننا پڑ رہا ہے۔

طیبہ بیگم حیدر شاہ کی باتوں سے مزید تپ گئیں تھیں

کچھ بھی کرو تم حیدر۔

میں کبھی اسے اس گھر کی بہو نہیں مانوں گی۔

جب بھی موقع ملا مجھے ۔میں اسے
اس گھر سے نکال باہر کروں گی۔

طیبہ بیگم نے سلگتے ہوئے سوچا تھا۔

*****

Ibn e Abdullah urdu romantic novel

بازل کو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کتنی صدیوں کے بعد پری کو دیکھ رہا ھے ۔

تم نے تو میری جان ہی نکال دی تھی پری

وہ اس کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے بولا تھا۔

اللہ نے مجھے بچا لیا ورنہ مجھے لگا تھا اب میں نہیں رہوں گی۔

پری وش کے آنکھوں کو اس وقت کو یاد کر کے آنسو آگئے تھے

بازل نے بے اختیار لبوں سے اس کے آنسو چنے تھے۔

رونا نہیں

وقت ایک جیسا نہیں رہتا ہے۔

جو ہوگیا سو ہوگیا۔پر آج کے بعد تم کبھی بھی گھر سے اکیلی باہر کبھی مت جانا ۔

کوئی نا ہو تو مجھے کال کرنا میں لیکر چلا جاؤں گا۔

میں بس آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں میں پاکیزہ ہی ہوں ۔میرے ساتھ کچھ بھی غلط

بازل نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کر دیا تھا۔

میں نے تم سے کوئی وضاحت نہیں مانگی۔نہ کبھی مانگوں گا۔

مجھے یقین ہے ایسا کچھ نہیں ہوا۔جو کسی کا برا نہیں چاہتے اللہ ان کو بچاتا ہمیشہ

لیکن پھر بھی میں چاہتی میرے بارے میں کوئی غلط گمان نہ ہو۔

ایسا مت سوچو

میرا دل تمہاری روح کی طرح صاف ہے تمہارے لئے۔

میں بس اس بات سے خوش ہوں کہ تم
میرے پاس آگئی ہو ورنہ دو دن سے
میرا برا حال تھا ۔

بازل نے فرحت جذبات سے اسے یوں
گلے لگایا تھا جیسے اسے ڈر ہو وہ
پھر غائب ہوجائے گی۔

پری نے بازل کی آنکھوں میں دیکھا
تھا
جہاں اس کے لئے محبت اور یقین تھا

پری کو پہلی بار محسوس ہوا وہ اس
کے ساتھ غلط کر رہی تھی ۔
کوئی اور شاید اس کی جگہ ہوتا وہ
پری کے کردار کے بارے میں کتنی
وضاحتیں مانگتا

پری نے کہیں پڑھا تھا کہ جہنیں تسلیم
کر لیا جاتا ان سے وضاحتیں نہیں
مانگی جاتی ہیں۔

پری نے خاموشی سے اپنا آپ بازل
کے حوالے کر دیا تھا ۔

عجیب تحفظ کا احساس تھا اس کی
بانہوں میں ۔

وہ باس خاموشی سے اسے بانہوں
میں بھر کر جیسے اس کے سارے دکھ
اور درد سمیٹ رہا تھا ۔

کبھی کبھی کچھ برا شاید اچھے کے
لئے ہوتا ہوگا

پری نے اس کی بانہوں میں سمٹتے
ہوئے سوچا تھا۔

*_*__*__*****_

جنون قربت آخری قسط

حیدر شاہ پوری کوشش میں تھے کہ جان سکیں کہ ان کی بہو کے ساتھ یہ سب کچھ کسی سوچی سمجھی سازش کے ذریعے ہوا تھا یا پھر ایسے ہی یہ کوئی واردات تھی ۔

شیدے کی کال نے تصدیق کر دی تھی
کسی نے نام لیکر ہی ان لوگوں کو ٹپ
دی تھی کہ یہ لڑکی اٹھانی ہے۔

وہ آفس میں ٹہلتے ہوئے سوچ رہے
تھے کہ یہ سب کون کر سکتا تھا۔

ان کے بزنس میں کافی لوگ تھے جن
سے ان کا مقابلہ تھا۔
مگر وہ ایسی گھٹیا حرکت نہیں کر
سکتے تھے۔

پھر وہ کون ہو سکتا تھا جس نے یہ سب کیا؟

شیدے نے بتایا تھا جس فون نمبر سے کال ملی تھی وہ چوری شدہ تھا۔

اور پیسے بھی زیور کی صورت میں ادا کئے گئے تھے ڈاک سے

سو ایسا کوئی سراغ نہیں تھا جس سے پتا چل سکے کہ اس سب کے پیچھے کس کا ہاتھ

مگر وہ جانتے تھے اگر ایک بار ایسا ہوا ہے تو دوسری بار بھی ہو سکتا ہے

شیدے کو انہوں نے اسی کام پر لگایا تھا کہ اگر دوبارہ ایسی کوئی بات ہو تو وہ پتا لگا سکے کون اس سے سب کے پیچھے ہے .

ibn e Abdullah novel **

بازل پری کو گھمانے لے کر آیا تھا تاکہ اس کے ذہن سے پچھلے دنوں کی کیفیت ختم کر سکے

خلاف توقع جب پری کو اس نے باہر جانے کا بولا تو وہ کسی بحث کے بجائے اس کے ساتھ چلی آئی تھی جو کہ اچھا تھا۔

آئس کریم کھا کر وہ لوگ سی ویو پر چلے آئے تھے جہاں دن دور مغرب میں ڈوب رہا تھا۔

ساحل سمندر کی ہلکی ہلکی ہوا پری وش کے بالوں کو لہرا رہی تھی۔

بازل خاموشی سے دور ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھ رہا تھا۔

فیسی نیٹنگ ہے نا؟

پری نے خاموشی توڑی تھی۔

سو تو ہے_بازل نے پری کو دیکھا تھا۔

مگر میرے لئے تم زیادہ فیسی نیٹنگ ہو۔

وہ ہلا سا مسکرا دی تھی۔

شام کے مکمل ڈوب جانے تک وہ وہاں ہی کھڑے رہے تھے۔

بنا کوئی بات کئے۔

کبھی کبھی کہنے سے زیادہ خاموشی معنی رکھتی ہے ۔

جو ہم نہیں کہہ سکتے شاید وہ خاموشی
اپنی ادا میں کہہ دیتی ہے۔

****

شیدا انڈر گراؤنڈ ایک کلب میں بیٹھا تھا
کہ اسے معلوم ہوا کہ حیدر شاہ کی بہو
کے لئے دوبارہ کسی نے رابطہ کیا ہے۔

اور خوش قسمتی سے جسے اغوا کا کہا
گیا ہے وہ شیدے کا پرانا یار ہے۔

وہ سیدھا وہاں سے اٹھ کر گامے کے اڈے پر چلا آیا تھا ۔

اسے جب تمام بات معلوم ہوئی تو وہ شیدے کے بتائے گئے جال پر راضی ہوگیا تھا۔

سامنے والی پارٹی کو کیش بائے ہینڈ دینے کا بول کر وہ مقررہ جگہ پر پہنچ گئے تھے۔

دس منٹ انتظار کرنے کے بعد انہیں مطلوبہ بندہ دکھائی دیا تھا جو پیسوں کا بیگ اٹھائے منہ پر نقاب ڈالے مطوبہ جگہ پر آگیا تھا۔

****

حیدر شاہ کو کال ملی تھی وہ جسے ڈھونڈ رہے تھے وہ بندہ مل گیا ہے۔

وہ آفس سے فوری طور پر شیدے کے پاس پہنچے تھے۔

وہ کوئی اٹھائیس سالہ جوان لڑکا تھا۔حیدر شاہ نے اسے کبھی پہلے نہیں دیکھا تھا۔

مگر حیدر شاہ کو دیکھ کر اس کا رنگ جیسے اڑا تھا اس سے اندازہ ہوا وہ اسے جانتا تھا۔

تمہیں یہ سب کرنے کو کس نے بولا تھا؟

جی مجھے اجنبی کال سے یہ سب کرنے
کو بولا گیا تھا۔

حیدر شاہ نے شیدے کو دیکھا ۔
وہ پرانا کھلاڑی تھا

سچ اور جھوٹ کی پرکھ رکھتا تھا۔

یہ ایسے سچ نہیں بولے گا۔

شیدے نے اپنے بندے کو اشارہ کیا تو وہ اسے گھسیٹ کر دوسرے کمرے میں لے گئے جہاں تشدد کا سامان دیکھ کر اس کی سیٹی گم ہوگئی تھی۔

****

شانزے کی فوٹیج تو زین نے لے لیں تھیں اب اسے ڈارک ویب پر بیچنے کا معاملہ تھا۔

وہ معلومات لیتا ہوا ایک بندے کے پاس پہنچا تو اسے پتا چلا ایسے کام گاما داد ہی کرتا ہے۔

وہ اسی کے توسط سے گامے کو ملا تھا۔فوٹیج دکھا کر جب اس نے ریٹ لگائی تو زین کے ہوش اڑ گئے تھے۔

وہ بہت بڑی رقم تھی۔

اگر زین مکمل وڈیو لاتا تو لاکھوں ملتے۔

باتوں باتوں میں گامے سے اغوا کے لئے پارٹی کا پوچھا تو وہ خود ہی یہ کام کرنے کو راضی ہوگیا تھا۔

گامے نے اسے پیسے اور وڈیوز لانے
کا بول دیا تھا ۔

زین کسی سے ادھار کچھ پیسے لیکر آیا
تھا۔شانزے لاکھوں کا مال تھی اسے یہ
سودا برا نہیں لگا تھا ۔

مگر وہ دھر لیا گیا تھا۔

اور حیدر شاہ کو وہاں دیکھ کر تو اس
کی سیٹی گم ہوگئی تھی ۔

پہلے تو وہ انکار کرنا چاہتا تھا مگر
جس کمرے میں اسے لایا گیا تھا وہاں
اس قدر بھیانک تشدد کا سامان تھا کہ
زین اسے دیکھ کر ہی ڈر گیا۔

سو اس نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا تھا۔

*****

حیدر شاہ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ ان
کے خاندان میں سے ہی کسی نے ایسا
کیا ہوگا۔

مگر جو تھا وہ سچ تھا ۔

اس کو اتنا مارو کہ کبھی یہ ایسی حرکت
خواب میں بھی نہ کرے۔
پھر چھوڑ دینا۔
حیدر شاہ نے شیدے کو حکم دیا اور
وہاں سے نکل آئے۔

وہ سیدھا گھر پہنچے تھے ۔

شانزے کہاں ہے؟ وہ غصے سے
دھاڑے تھے۔

ان کی آواز سن کر بازل اور پری وش بھی کمرے سے نکل آئے تھے۔

مگر شانزے اپنے کمرے میں نہیں تھی۔

کیا ہوا حیدر آپ اتنے غصے میں کیوں ہیں؟ طیبہ بیگم نے حیدر شاہ کو اتنے غصے میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

یہ سب جو پری وش کے ساتھ ہوا اس کے پیچھے شانزے تھی۔

وہ یہاں رہ کر ہماری عزت کے ساتھ
کھیل رہی تھی۔

حیدر شاہ نے جب شانزے کے کرتوت
بتائے تو پری کو یقین نہیں آیا تھا کہ
کوئی اس کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے
محض پیسوں کی لالچ میں ۔

میں اس لڑکی کوزندہ گاڑھ دوں گا ڈیڈ۔

بازل نے غصے سے کہا تھا

نہیں تم ایسا کچھ نہیں کرو گے

اسے سبق دوں گا میں مگر ایسے کہ
ہمارے خاندان کی بدنامی بھی نہ ہو۔
حیدر شاہ نے کہا تو بازل ہونٹ بھینچ کر
رہ گیا۔

جو ہوا سو ہوا انکل۔
اللہ نے مجھے بچا لیا یہی کافی ہے

اس کو اللہ سزا دے گا۔آپ اسے چھوڑ
دیں۔

پری وش نے کہا تو حیدر شاہ کو یقین نہیں کہ جس کے ساتھ اتنا برا ہوا تھا وہ اسے معاف کرنے کا بول رہی۔

دیکھیں اس نے اپنا ظرف دکھایا بس۔

اسے پتا چل گیا ہوگا اب تک وہ یہاں سے سیدھا گاؤں جائے گی اپنے۔

میں نے اللہ کی رضا کے لئے اسے معاف کر دیا تھا۔تب جب مجھے معلوم بھی نہیں تھا کہ یہ سب کس نے کیا

اللہ اپنا انصاف کرے گا

پری نے کہا تو حیدر شاہ گہرا سانس لیکر رہ گئے تھے۔

طیبہ بیگم کو تو سانپ سونگھ گیا تھا جیسے۔جس لڑکی کو وہ بہو بنانے کا سوچ رہی تھیں وہ اس قدر گھٹیا نکلے گی وہ سوچ بھی نہیں سکتیں تھیں۔

شانزے اس قدر بدکردار نکلے گی انہوں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

آپ سب اسے معاف کر دیں۔بات باہر نکلے گی تو ہمارے خاندان کی ہی بے عزتی ہوگی۔

بازل نے اس صاف دل لڑکی کو دیکھا تھا۔

جو اب بھی سب کا اچھا ہی سوچ رہی تھی۔

ٹھیک ہے مگر مجھے وہ آئندہ کبھی نظر نہ آئے ۔

میں اس معاملے کو بیٹی تمہارے کہنے پر ختم کر رہا ہوں

حیدر شاہ نے کہا تو پری وش نے سر ہلا دیا تھا۔

****

شانزے یونیورسٹی میں تھی جب اسے ٹینا کی کال ملی تھی۔
وہ سیدھا ٹینا کے فلیٹ پر آئی تھی ۔

جہاں زین بری حالت میں پڑا تھا۔

اس کے پاؤں تلے زمین نکل گئی تھی۔زین نے اسے بتا دیا تھا جو ہوا تھا۔

اب میرا کیا ہوگا؟

پتا نہیں۔میرا لاکھوں کا نقصان ہوگیا اور مار الگ پڑی۔

شانزے نے گاؤں کال ملائی تھی۔

مگر وہاں کسی کو کچھ ایسی خبر نہیں تھی۔وہاں حالات نارمل تھے۔

حیدر شاہ چپ کیسے بیٹھے تھے اسے
سمجھ نہیں آئی تھی ۔

میں اب گاؤں جاؤں گی۔

ایسے کیسے جاؤ گی؟ میرے پیسے ادا
کرو پہلے ۔

زین تپا تھا۔

یار میں دے دوں گی

مجھے جلدی چاہئے ہیں۔میں نے کسی
سے ادھار لیا تھا۔

اب جو میری حالت ہے میں کچھ کر بھی نہیں سکتا۔

میں اتنی جلدی کہاں سے پیسوں کا بندوبست کروں گی یار۔

ٹینا کے کچھ گاہک ہیں آج رات تم ان سے ملو اور پیسے لو

زین نے کہا تو شانزے بڑھکی۔

میں ایسا نہیں کر سکتی ہوں۔

مجھے حیدر شاہ مت سمجھو۔اگر تم نہیں کرو گی تو میں خود تمہاری وڈیوز اورجو تم نے کیا وہ تمہاری فیملی تک پہنچاؤں گا۔

میری جو وڈیوز ہیں وہ فیس کے بغیر ہیں کوئی تم پر یقین نہیں کرے گا۔

شانزے نے کہا تو زین خباثت سے ہنسا تھا۔

ان کی بات نہیں کر رہا میں ۔

تم نے جو کچھ بھی یہاں کیا میرے ساتھ
وہ میں نے خفیہ کیمرے سے ریکارڈ
کیا تھا۔

تم دوست ہو یار میرے۔

میں صرف پیسے کا دوست ہوں۔
اب تم آج رات یہیں رکو گی ۔
شانزے زین کو بس گھور کر رہ گئی تھی
۔

وہ جس دلدل میں اتر چکی اب وہ وہاں
سے آسانی سے نکل نہیں سکتی تھی۔

اب اس کی زندگی ایک کال گرل سے
زیادہ کچھ نہیں ہو سکتی تھی۔

جو روز نئے گاہکوں کا دل بہلاتی۔

وہ اب کچھ نہیں کر سکتی ۔

شاید اس کی سزا یہی تھی۔۔اس سے
زیادہ بدترین سزا اور کیا ہو سکتی تھی۔

****

سنیں۔

بازل آفس جانے کے لئے نکل رہا تھا
جب پری نے اسے پیچھے سے آواز دی۔

ہاں کہو؟

میں آپ سے اپنے رویے کے لئے معافی
مانگنا چاہتی تھی ۔

وہ دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

بازل مسکرا دیا تھا۔اس کی ضرورت
نہیں ہے۔جو کچھ ہوا شاید اس میں
بھلائی ہو ہمارے لئے کچھ۔
وہ اس کا ہاتھ تھامتا ہوا بولا تھا۔

پھر بھی شاید میں نے غلط کیا۔

بازل نے اسے نرمی سے گلے لگا لیا
تھا۔

کچھ غلط نہیں ہوا نہ ہوگا آئندہ۔بس تم دل
سے مجھے تسلیم کر لو۔

کر چکی میں ۔پری نے بے ساختہ کہا
تھا۔

بازل نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور
بولا۔

بس مجھے آج سب کچھ مل گیا۔میں بس
تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔
اس خوشی میں سے آج چھٹی کر لی
جائے۔

بازل نے شرارت سے کہا تو پری شرما گئی۔

جی نہیں ۔جائیں اپنے کام پر ۔

ارے یہ کیا بات ہوئی۔۔کچھ اچھا وقت ساتھ گزار لیتے۔

وہ اس کے لبوں پر جھکتا ہوا بولا تو پری پیچھے ہوئی۔

پرے ہٹیں آپ۔

یہ سب رات کو کر لیجئے گا۔

ارے واہ۔یہ تو دعوت ہوئی۔وہ شوخی سے ہنسا تھا۔

چلیں جائیں اب آپ۔

اچھا جاتا ہوں بھئی پر رات کا وعدہ یاد رکھنا۔

بازل نے ہنستے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

پری ٹیرس پر آکر اسے دیکھنے لگی تھی ۔گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس نے پری کو دیکھا تھا ٹیرس پر پھر وہ گاڑی چلاتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

پری نے گہرا سانس لیا تھا۔

شاید اب وہ سمجھ چکی تھی اپنائے بغیر دکھ نہیں بانٹے جا سکتے نا ہی قبول کئے بغیر زندگی گزاری جا سکتی ہے۔

بازل اب اس کا شوہر تھا۔اور ایسا شوہر شاید اسکی نیکی کا ہی صلہ تھا۔

وہ اپنے کمرے میں لوٹ آئی تھی۔اسے بازل کا انتظار کرنا تھا اب۔

شاید آنے والی رات جنون قربت کی خوبصورت رات تھی۔

وہ اپنا سب کچھ بازل پر نچھاور کر دینا چاہتا تھی۔

ایسے ہی زندگی خوبصورت ہونی تھی۔ایسے ہی وہ جینا چاہتی تھی ساری

عمر بازل کی محبت بھری جنون قربت کی بارشوں میں بھیگتی ہوئی۔

ختم شد